

# ندائے خلافت

08

تَنْزِيم اسلامی کا پیغام  
خلافت راشدہ کا نظام

[www.tanzeem.org](http://www.tanzeem.org)



مسلسل اشاعت کا  
31 داں سال

20 رجب المُرْجُب 1443ھ / 22 فروری 2022ء

## حیا کا اسلامی تصور

حیا ایک نفسانی ملکہ، فطری اور جلیٰ استعداد ہے جو انسان کو ہر طرح کی برا بیوں سے روکتی ہے، اس کے اور معصیت کے درمیان رکاوٹ بنتی ہے، یہ ایک روحانی جس ہے۔ جس طرح انسان آگ کے الاڈے سے بے اختیار پیچھے ہوتا ہے اور تمام موزیٰ و مُضر اشیاء مثلًا شیر اور سانپ وغیرہ تمام درندوں اور حشرات سے بے اختیار جان بچاتا ہے، اسی طرح جس کے اندر اللہ تعالیٰ کا ودیعت کردہ یہ نفسانی ملکہ اور فطری استعداد اپنی پوری قوت کے ساتھ موجود ہوتی ہے، وہ ہر معصیت اور تمام معیوب و ناپسندیدہ اقوال و افعال سے کوسوں دور بھاگتا ہے۔ جس انسان میں یہ ملکہ جس قدر کم ہوگا، اُس سے اعمال خیر کا صدور بھی اُسی مقدار میں کم ہوگا۔ اگر کسی شخص میں اس استعداد کا فقدان ہے یا قرآن کریم کے الفاظ میں اُس کے قلب پر رہیں ہے یا حدیث پاک کے مطابق غینہ ہے، تو وہ فتنہ افعال سے کسی طرح بازنہیں رہ سکتا، بلکہ ان کاموں میں وہ ایک گونہ لذت و انبساط محسوس کرتا ہے۔ صفت حیا فطرت سلیمانیہ کو جانچنے کی ایک کسوٹی ہے، چنانچہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: ”لوگوں تک گزشتہ نبیوں کا جو کلام پہنچا، اُس میں یہ بھی مذکور تھا: جب تم میں حیانہ رہے تو پھر جو چاہو کرو۔“ (بخاری) اسی کو فارسی میں یوں بیان کیا جاتا ہے: ”بے حیا باش ہرچہ خواہی کن“، یعنی جسے شخر بے مہار اور ما در پدر آزاد بننے کی خواہش ہے تو سب سے پہلے وہ نعمت حیا سے محروم ہوتا ہے اور اپنی گردن سے اس کے بندھن کو کھول دیتا ہے، یعنی شریعت کی پابندی سے آزاد ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد جو اُس کے جی میں آئے، کر گز رہتا ہے، کیونکہ بھی وہ **مرتب کردہ** غیر مرکی مہار اور پیروں کی زنجیر ہے جو انسان کے قدموں کو برا بیوں کی طرف بڑھنے سے روکتی ہے۔ **فرید اللہ مرودت**

## اس شمارے میں

اسلام میں شرم و حیا کی اہمیت

تخلیق انسان میں انسان کے لیے سبق

بت کدہ ہند میں تکبیر رب کی گونج

آن گوش صدف جس کے نصیبوں میں ...

بیمار معاشرہ اور اسلامی تعلیمات

حیا سر اسر خیر ہے



## بے حیائی پھیلانے والوں کے لیے دروناک عذاب

الحمد لله رب العالمين  
974

آیت: 19

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُورَةُ النُّورِ

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشْيِعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ لَا  
فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ طَوَّلَهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ (۱۹)

”بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ اہل ایمان میں بے حیائی کا چرچا ہو، ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دروناک عذاب ہے اور اللہ خوب جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔“

**تشریح:** یعنی وہ لوگ جو مختلف حربوں سے معاشرے میں بے حیائی کو عام کرتے ہیں۔ آیت کے الفاظ اشاعت نجاش کی تمام صورتوں پر حاوی ہیں۔ آج کل اس کا بہت بڑا ذریعہ پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا ہے۔ کمرشل اشتہارات میں عورتوں کی نیم عریاں تصاویر دی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ برائی کی اشاعت یوں بھی ہو رہی ہے کہ ناجائز تعلقات کے سینڈلز کی تشبیہ کی جاتی ہے اور بغیر کسی معقول اور مناسب تحقیق کے اخبارات اور الیکٹرانک میڈیا کی کرامت سے ان کی خبریں دنیا بھر میں گھر گھر پہنچ جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ چھوٹی عمر کے بچے اور بچیاں بھی ایسے بے ہودہ سینڈلز کو پڑھتے سنتے اور اس موضوع پر اپنی معلومات میں اضافہ کرتے ہیں۔ بہر حال ایسے واقعات کو خبر بنا کر شائع کر دینا بہت بڑا جرم ہے اور جو لوگ بھی اس کے ذمہ دار ہیں وہ اس آیت کے مصدقہ ہیں۔ شریعت کا حکم تو یہ ہے کہ اگر کہیں کوئی غلطی ہوئی بھی ہے تو حتیٰ الوع برائی کا چرچا نہ کیا جائے۔ لیکن اگر قانونی تقاضے پورے ہوتے ہوں تو مجرموں کو کثیرے میں ضرور لا یا جائے اور انہیں ایسی سزا دلوائی جائے کہ ایک کوسرا ہوا اور ہزاروں کے لیے باعث عبرت ہو۔

## شرم و حیا اور زبان کو قابو رکھنا

رس  
حدیث

عَنْ أَبِي أَمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الْحَيَاةُ وَالْعُيُّ شُعْبَتَانِ مِنَ الْإِيمَانِ، وَالْبَذَاءُ وَالْبَيَانُ  
شُعْبَتَانِ مِنَ التِّفَاقِ)) (جامع الترمذی)

حضرت ابو امامہ بن شیعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”شرم و حیا اور زبان کو قابو میں رکھنا ایمان کی دو شاخیں ہیں جبکہ نجاش گوئی اور لاحاصل بکواس نفاق کی دو شاخیں ہیں۔“

**تشریح:** شرم و حیا کا ایمان کی شاخ ہونا ایک ظاہر و معروف بات ہے، زبان کو قابو میں رکھنے کا ایمان کی شاخ ہونا اور نجاش گوئی والا حاصل بکواس کا نفاق کی شاخ ہونا اس اعتبار سے ہے کہ مومن اپنی حقیقت کے اعتبار سے شرم و حیا، انکساری، مسکینی و سلامتی طبع کے جن اوصاف سے مزین ہوتا ہے، وہ اپنے اللہ کی عبادت، اپنے اللہ کی مخلوق کی خدمت اور اپنے باطن کی اصلاح میں جس طرح مشغول و منہمک رہتا ہے، اس کی بناء پر اس کے بے فائدہ تقریر بیان پر قدرت ہی حاصل نہیں ہوتی۔ وہ اس بات پر قادر ہی نہیں ہوتا کہ اپنے مفہوم و مدعای کو مبالغہ آرائی اور زبان کی تیز و طرار کے ذریعہ ثابت و ظاہر کر سکے بلکہ وہ اس خوف سے کم گوئی کو اختیار کرتا ہے اور اپنی زبان کو قابو میں رکھتا ہے کہ مباداز بان سے کوئی بڑی بات نکل جائے اور وہ نجاش گوئی اور بذ بانی کا مرتكب ہو جائے۔ اس کے برخلاف منافق کی شان یہ ہوتی ہے کہ وہ چرچب زبانی یا وہ کوئی اور مبالغہ آمیزی کی راہ اختیار کرتا ہے اور نتیجہ کے طور پر وہ بے فائدہ تقریر و بیان، زبان درازی اور نجاش گوئی پر قادر و دلیر ہو جاتا ہے۔

## بت کدہ ہند میں تکبیر رب کی گونج

بعض لوگوں کی رائے ہے کہ میدان جنگ میں بہادری اور شجاعت اُس وقت مطلوب اور فیصلہ کن ہوتی تھی جب میدانوں میں تواریں اور نیزوں سے دو بدو جنگ لڑی جاتی تھی۔ آج کے ایئمی میزانلوں کے دور میں جب بٹن دبانے سے دشمن کی سر زمین پر تباہی پھیلائی جاسکتی ہے تو جنگجوؤں کی بہادری غیر اہم ہو چکی ہے۔ ہماری رائے میں ایسا میدان جنگ جس میں اسلحہ کا استعمال ہوتا ہے اُس کا استعمال تر ٹیکنا لوجی کی ترقی کے باوجود اُس میں افراد کی بہادری اور دلیری کا روپ کچھ کم تو ہو سکتا ہے ختم نہیں ہو سکتا جس کی موجودہ دور میں بہت سی مثالیں دی جاسکتی ہیں۔ البتہ اخلاقی، معاشرتی اور ذہنی سطح پر آج بھی بہادری اور شجاعت کا روپ انتہائی اہم اور فیصلہ کن ہے۔ اس حوالے سے بہادری اور دلیری کسی حق اور سچ کی بنیاد پر ہو سکتی ہے کسی اہم میٹنگ میں 99 فیصد لوگ ایک رائے رکھتے ہوں اور آپ اکیلے الگ رائے رکھتے ہوں تو آپ کامخالفین کی زیادہ تعداد کی رائے کا اثر قبول نہ کرنا اور اپنے بحق موقف پر ڈٹ جانا بھی بہادری ہے۔

اسلامی معاشرے میں بگاڑ کی وجہ سے اگر کسی مجلس میں ایک دو کے سواتمام خواتین بے پردہ اور کم لباس ہوں تو ان ایک دو خواتین کا مکمل سترا اور حجاب میں رہنا اور ان بے پردہ خواتین کا رتی بھر اثر قبول نہ کرنا بھی بہادری ہے۔ کیونکہ زیادہ سے زیادہ یہ ہو گا کہ انتہائی قلیل تعداد میں یہ مستور خواتین اجنبی بن کر رہ جائیں گی لیکن اگر ملک بھارت جیسا ہو اور حکومت بی جے پی کی ہو جو آرائیں ایس کا سیاسی ونگ ہے اور صورت حال یہ ہو کہ مسلمان گائے ذبح کرتے کرتے خود ذبح ہو جائے اور جس ملک میں یہ نعرہ زور دار انداز میں لگ رہا ہو ”مسلمان کے دو استھان پاکستان یا قبرستان“ وہاں کی حکومت آرائیں ایس کے ایجادے کی تکمیل کے لیے مسلمان خواتین پر اگر غیر آئینی، غیر قانونی پابندی لگا رہی ہو اور آرائیں ایس کے غنڈے کسی کالج کے باہر جمع ہو کر ایک با پردہ مسلمان عورت پر آوازیں کیسیں تو اس اکیلی عورت کا گھبرا ناہ بلکہ ”بے شری رام“ کے مشرکانہ نعرے کے خلاف رب واحد کی تکبیر کا واشگاف اعلان کرنا اخلاقی اور معاشرتی سطح پر بہادری اور شجاعت کی بلند ترین سطح ہے۔ لیکن ایسی ہمت جرأت کا اظہار تب ہی ممکن ہے اگر انسان کا اپنے نظریے پر ایمان غیر متزلزل ہو بلکہ نظریہ جان سے زیادہ عزیز ہو اور شہادت مطلوب و مقصود ہو اور انسان دنیوی سود و زیاد سے بے نیاز ہو چکا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ بھارت کو ہندوتووا کی طرف دھکلینے والی انتہائی متعصب مودی حکومت اکیلی خاتون کے ہاتھوں دنیا بھر میں ایسی رسوا ہوئی کہ اُس کے اتحادی بھی مسلمانوں کے دشمن ہونے کے باوجود اس کا کھل کر ساتھ نہ دے سکے۔ اگرچہ ہم سمجھتے ہیں کہ مغربی ممالک کا اس موقع پر کھل کر ساتھ نہ دینا درحقیقت اپنی ساکھ کو بچانا اور یہ بھرم قائم کرنے کی کوشش تھی کہ انسانی حقوق خاص طور پر حقوق نسوں جہاں کہیں بھی

## نہایت خلافت

تناخلافت کی بناء دریا میں ہو پھر استوار  
لاکھیں سے ڈھونڈ کر اسلام کا قلب و جگہ

تanzeeem اسلامی کا ترجمان نظام خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

26 رب ج 1443ھ جلد 31  
28 فروری 2022ء شمارہ 08

حافظ عاکف سعید / مدیر مسئول

ایوب بیگ مرزا / مدیر

فرید الدلہ مروت / ادارتی معاون

نگران طباعت: شیخ حیم الدین  
پبلیشور: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری  
طبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تanzeeem اسلامی

”دارالاسلام“ ملتان روڈ چونک لاہور۔ پوسٹ کوڈ 53800  
فون: 042 35473375-78، کے مذہل ٹاؤن لاہور۔ 00-54700

E-Mail: markaz@tanzeem.org  
مقام اشاعت: 36-کے مذہل ٹاؤن لاہور۔ 00-35834000-03، ٹیکس: 35869501-03  
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ ۳۱ ۲۰ روپے

سالانہ زیرِ تعاون  
اندر وطن ملک..... 800 روپے  
بیرون پاکستان

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)  
انڈیا، یورپ، ایشیا، امریقہ وغیرہ (10800 روپے)

ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر  
”مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال  
کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

Email: mactaba@tanzeem.org

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء  
سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

کے کندھوں پر سوار ہو کر اپنے ایجنسٹے کی تکمیل کی طرف رواں دواں ہو گیا اور آج اس حوالے سے کافی سفر طے کر چکا ہے۔ ہماری رائے میں بھارت نادانی اور حماقت اور اصلًا اسلام دشمنی میں صیہونیوں کا ایجنسٹ بننا ہوا ہے۔ بھارت کا متعصب ہندو مسلمان دشمنی میں یہ بھول چکا ہے کہ صیہونیوں کا اصل ہدف دنیا کا واحد حکمران بننا ہے وہ امریکہ اور بھارت کو اپنے ایجنسٹے کی تکمیل کے لیے استعمال کریں گے اور خدا نخواستہ اگر صیہونی اپنے مکروہ عزائم کے عین مطابق ایک عالمی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو وہ عربوں، ہندوؤں اور امریکیوں کو استعمال شدہ ٹشوپپر کی طرح ردی کی ٹوکری میں پھینک دیں گے۔ یہ ان کے اس عقیدے کا لازمی جز ہے کہ اصل اور حقیقی انسان صرف یہودی ہیں باقی سب Gentile اور Goyim ہیں جو انسان نمائشکل رکھتے ہیں۔ اسی لیے وہ غیر یہودیوں کو جانوروں کی طرح ننگا کرنا چاہتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ بھارتی ہندو اور عیسائی دنیا تو ان کے عزم نہ سمجھتے ہوئے انجانے میں صرف اسلام دشمنی میں ان صیہونیوں کے پیچھے لگے ہوئے ہیں لیکن امت مسلمہ اگر اس کا وجود کہیں ہے، وہ سب کچھ سمجھ کر اور جان بوجھ کر اپنے بدترین دشمنوں کو اپنادوست بلکہ رہنمابنائے ہوئے ہے۔

امت کو سوچنا چاہیے کہ ان کی بیٹیوں کو عریاں کیوں کیا جا رہا ہے۔ دختر ان اسلام کی حیا کس کے ایجنسٹے کی تکمیل میں حائل ہے؟ مسلمان مردوں کی غیرت کو فن کرنے کی کوشش کیوں ہو رہی ہے۔ اسلام کے پھرے پر بدناداغ لگانے کے اصل مقاصد کیا ہیں؟ امت مسلمہ کے لیے مجھ فکر یہ ہے کہ اسلام بحیثیت دین انسانی زندگی کے تین اجتماعی گوشوں میں سے سیاست اور معیشت پر تو صرف راہنماء اصول دیتا ہے اور جبکہ معاشرتی گوشے کو اتنی تفصیل سے قرآن و حدیث کے ذریعے امت پر کیوں واضح کرتا ہے۔ وہ مرد اور عورت کا اپنے اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے زندگی گزارنے کا حکم کیوں اتنی سختی سے دیتا ہے؟ وہ صالح معاشرے کے قیام کے لیے کیوں مخلوط مجالس اور بے پر دیگی سے بچنے کا حکم دیتا ہے؟ یہ سب کچھ اس لیے ہے کہ انسان جس کی سرشنست بلکہ فطرت میں حیا رکھی گئی ہے، اُس کو مسخ نہ کر دے۔ تمام انسان درحقیقت اس جوڑے کی اولاد ہیں جو بھول کر منوعہ شجر کا پھل کھا بیٹھا تھا۔ لیکن اس بھول سے جب اُس کے پوشیدہ عضاضا ظاہر ہوئے تو اُس نے انتہائی پریشانی سے جنت کے پتوں سے اپنے ستر کو چھپایا گویا حیا انسان کا ازالی، پیدائشی اور فطری جذبہ ہے۔ جسے دبایا ختم کرنا انسان کی فطرت کو مسخ کرنا ہے۔ فطرت دشمن تو تین انسان کی روحاںیت بلکہ اُس کی انسانیت کے درپے ہیں۔ امت مسلمہ کے نام نہاد پاسانوں ذرا سوچ تو سہی ایک تنہ نہتی لڑکی اپنے نظریے، عقیدے اور ایمان کی پنځتگی کی وجہ سے سینکڑوں مسلح غنڈوں کو للاکرتی ہے تو ان کے پاس رسوانی بھری پسپائی کے سوا کوئی چارہ کا رہنیں ہوتا، اگر پونے دوارب پر مشتمل امت مسلمہ ہمت کر کے اپنے بنیادی نظریے کو دانتوں سے پکڑ لے اور شیطان کے ایجنسٹوں کو پوری قوت سے للاکارے تو کیا وہ ناکام رہے گی؟

ہمت مردان مرد خدا



روندے جائیں گے ہم اُس کا نوٹس لیں گے اور اُس پر احتجاج کریں گے۔ یہ پوزیشن صرف اس لیے لی گئی کیونکہ کسی بڑے عمل سے انھیں بچنا تھا۔

ہم ثبوت کے طور پر بعض مغربی ممالک کا جاپ کے خلاف طرز عمل اور وہاں کی گئی قانون سازی قارئین کے سامنے رکھتے ہیں۔ اسلام سے نفرت، اسلاموفوبک دہشت گردی کی سر پرستی اور مسلمانوں کے خلاف نفرت کے اس رویے اور پالیسی میں فرانس مغرب کو لیڈ کر رہا ہے جہاں 2010ء میں برقعہ پر پابندیاں لگائی گئیں کہ عوامی جگہوں پر چہرہ ڈھانپنے کی پابندی ایک انتظامی آرڈر کے ذریعے نافذ کی گئی۔ 2021ء میں جاپ پر پابندی کے خلاف مسلمان خواتین نے آن لائن احتجاج رجسٹرڈ کرایا۔ دسمبر میں فرانسیسی حکومت کا مسلم مخالف ایک اور فیصلہ آگیا اور مسلم خواتین پر جاپ پہن کر کھیل میں حصہ لینے پر پابندی لگادی۔ اور چالاکی کا مظاہرہ یوں کیا کہ پابندی کا جواز ڈسپلن کی خلاف ورزی بنایا گیا۔ فرانسیسی سینٹ بھی پیچھے نہ رہا، اس نے بھی جوں کی توں اس پابندی کی منظوری دے دی۔ پسین میں 2010ء میں برقعہ پہنپنے کی پابندی لگی لیکن عدالت نے 2013ء میں یہ قانون منسوخ کر دیا۔ بیلیجنیم میں 2012ء میں برقعہ پر پابندی فرانس کی طرز کا ایک قانون بنایا۔ اس میں قانون شکنی پر 380 یورو جرمانہ اور سات دن کی قید مقرر کی گئی۔ علاوہ ازیں ڈنمارک، ناروے اور ہالینڈ میں بھی قانون کے ذریعے پر دے پر پابندی لگادی گئی۔

حقیقت یہ ہے کہ پر دے اور جاپ پر پابندی ایک زبردست حکمت عملی کے تحت لگائی گئی علاوہ ازیں مادر پدر آزادی، عریاں لباس، بے حیائی اور فاشی کا پھیلاوہ یہ سب ایک بڑی منصوبہ بندی کا حصہ ہے۔ حقیقت کچھ یوں ہے کہ صیہونی جب سرمائے اور میڈیا کے ذریعے یورپ کو بالواسطہ طور پر زیر تسلط لے آئے تو انہوں نے دنیا پر اپنے ایجنسٹوں کے ذریعے غالب آنے کا خواب دیکھنا شروع کر دیا۔ 1903ء میں شائع ہونے والے یہودی صیہونی پروٹوکولز اس خواب کی تحریر کی طرف ایک تحریری قدم تھا۔ کیونکہ اُس زمانے میں سلطنت عثمانیہ اُن کا ہدف تھی الہندا مسلمان کو خاص طور پر اس حوالے سے نارگٹ کیا گیا تاکہ وہ ان چیزوں میں ملوث ہو کر اُن کا آسان شکار بن جائیں۔ صیہونیوں نے سمجھا کہ دنیا میں اگر بے حیائی، عریانی اور فاشی عوام میں زیادہ سے زیادہ پھیلائی جائے تو وہ نہ صرف اپنے اس ایجنسٹے کی طرف تیزی سے بڑھ سکیں گے بلکہ بہت سے دوسرے ممالک اُن کے معاون اور سہولت کا رخود بخود بن جائیں گے۔ یہاں اس بات کا ضمنی طور پر ذکر آجائے کہ صیہونیوں نے دنیا کو بہت سی ایسی چیزوں میں پھنسایا ہے جس سے وہ خود گریز کرتے رہے ہیں مثلاً فاسٹ فوڈ وغیرہ وغیرہ۔ یاد رہے اسراہیل میں باقاعدہ سرکاری طور پر فاسٹ فوڈ چھوڑنے کی تغییر و تشویق دی جاتی ہے۔ یورپ کی جب ایسی صورت حال بنتی تو علامہ اقبال جیسا مفکر اس نتیجہ پر پہنچا کہ فرنگ کی رگ جاں پنچہ یہود میں ہے۔ تب یہودیوں نے عالمی قوت کا مرکز لندن سے واشنگٹن منتقل کرالیا، کیونکہ امریکہ مستقبل میں عظیم ترین قوت بننے جا رہا تھا۔ جبکہ یورپ اپنی حیثیت کو قائم دا مک رکھنے کے لیے بھی ہاتھ پاؤں مار رہا تھا الہندا امریکہ کو مغربی یورپ کا مالی باپ بنایا اور خود اپنے سرمائے اور میڈیا کی قوت سے طاقتور امریکہ

# شکلیتِ انسان میں انسان کے لیے سہیں

(سورۃ الواقعہ کی آیات 45 تا 49 کی روشنی میں)



جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حبیب اللہ کے خطاب جمعہ کی تلخیص

کرنا الگ بات ہے، لیکن کیا ہمارا عمل یہ ثابت کر رہا ہے کہ ہم واقعی آخرت پر یقین رکھتے ہیں؟ جب دل میں یقین ہوتا ہے تو عمل اس کا ثبوت پیش کرتا ہے لیکن ہمارے اعمال کیا ہیں؟ سود کے دھندے جاری رکھ کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کا واضح اعلان کر رہے ہیں۔ حق قتل بھی کیے جا رہے ہیں، چوریاں ڈاکے، جائیدادیں ہڑپ کرنا سب کچھ ہمارے معاشرے میں ہو رہا ہے، سب سے بڑھ کر قبضہ مافیا نے جو ظلم اور استھصال کا بازار گرم کر رکھا ہے اس کی مثالیں شاید غیر مسلم معاشروں میں بھی نہ مل سکیں، جس کے پاس طاقت ہے وہ کمزور کا حق غصب کر رہا ہے، اس سب کے باوجود ہم خود کو مسلمان بھی مانتے ہیں اور آخرت پر ایمان کا زبانی اقرار بھی کرتے ہیں لیکن عمل کیا ثبوت پیش کر رہا ہے، آخرت میں نتیجہ تو اعمال کی بنیاد پر ہی بولے گا۔ ان حالات میں ہمارے لیے یہ لمحہ فکر یہ ہے۔ ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ کہیں ہماری عادات و اطوار بھی مترفین والی تو نہیں؟ اللہ تعالیٰ اس طرز عمل سے ہماری حفاظت فرمائے اور ہمیں مالک یوم الدین کا یقین عطا فرمائے۔ آگے فرمایا:

﴿ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَا الضَّالُّونَ الْمُكْنَتُبُونَ﴾<sup>۴۵</sup>  
”پھر تم اے گمراہ و اور جھٹلانے والو!“  
﴿لَا إِلَّا كُلُّونَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُومٍ﴾<sup>۴۶</sup> ”ضرور کھاؤ گے ز قوم کے درخت سے۔“

یہ مترفین کی سزا کا بیان ہے۔ ز قوم کا درخت عرب علاقوں میں بھی ہوتا ہے جس کا پھل کڑوا اور بدبو والا ہوتا ہے لیکن جہنم میں ز قوم کا درخت اس سے کئی گناہ رکھ کر مترفین کے لیے آزمائش ہو گا۔ رسول اللہ ﷺ نے

مترفین کی دوسری علامت یہ بتائی گئی کہ وہ دنیا پرستی میں مست ہو کر آخرت کا ہی انکار کرنے لگے۔ گناہوں پر اصرار کی وجہ سے وہ سمجھنے لگے تھے اس دنیا میں جو مرضی کرو، مر کر دوبارہ کون اٹھا ہے، یہی سرکشی انہیں دلasse دیتی تھی کہ کیا جب ہماری بذیاں بھی گل سڑجاں میں گی تو دوبارہ اٹھنا ممکن ہو گا؟ کتنے لوگ دنیا سے چلے گئے، کوئی لوٹ کر آیا؟ مترفین کی اس سوچ کا جواب اللہ تعالیٰ یوں دے رہا ہے:

﴿قُلْ إِنَّ الْأَوَّلِينَ وَالآخِرِينَ﴾<sup>۴۷</sup>  
”(اے نبی ﷺ!) آپ کہیے کہ یقیناً پہلے بھی اور پچھلے بھی۔“

﴿لِمَجْمُوعَنَ لِإِلَى مِيقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ﴾<sup>۴۸</sup>

مرتب: ابوابراهیم

”لازماً جمع کیے جائیں گے ایک مقرر دن کے طے شدہ وقت پر۔“

آج تک جو بھی دنیا سے گیا ہے اور آئندہ بھی قیامت تک جو پیدا ہو گا ان سب کو روز محشر جمع کیا جائے گا اور پھر ان تمام باتوں کا حساب لیا جائے گا۔

ہم تو الحمد للہ مسلمان ہیں، ہمارا یہ مسئلہ نہیں کہ ہم آخرت کو مانتے نہیں ہیں، ہم تو نماز کی ہر رکعت میں اقرار کرتے ہیں: ﴿مُلِكِ يَوْمِ الدِّين﴾<sup>۴۹</sup> (الفاتحہ) ”جز اوسرا کے دن کا مالک و مختار ہے۔“

یعنی ہم آخرت کو مانتے ہیں۔ ہمارا وہ مسئلہ نہیں ہے جو کھلے کافروں کا ہے لیکن ہمارا مسئلہ یہ ضرور ہے کہ کیا واقعی ہم آخرت پر یقین رکھتے ہیں؟ زبان سے اقرار

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

سورۃ الواقعہ کی آیت 45 تک ہم نے مطالعہ کیا تھا۔ زیر مطالعہ آیات میں مترفین کا ذکر آ رہا ہے کہ جہنوں نے دنیا پرستی میں آخرت کو بھلا دیا ان کا انجام بہت بھی انک ہو گا۔ آیت 45 میں ذکر تھا کہ:

﴿لَا نَهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذَلِكَ مُتَرَفِّينَ﴾<sup>۵۰</sup> ”یہ لوگ اس سے پہلے (دنیا میں) بڑے خوشحال تھے۔“

یعنی دنیا میں ان کو خوب آسائشیں اور نعمتیں ملیں تو بجائے اس کے کہ یہ اللہ کی نعمتوں پر شکر ادا کرتے، اس کی فرمانبرداری کی روشن اختیار کرتے وہ غفلت میں بنتا ہو گئے اور نتیجہ یہ نکلا کہ اپنی آخرت کی منزل کو انہوں نے کھوٹا کر دیا۔ اب اگلی آیت میں فرمایا:

﴿وَكَانُوا يُصْرُونَ عَلَى الْحَنْثِ الْعَظِيمِ﴾<sup>۵۱</sup> ”اور یہ اصرار کرتے تھے بہت بڑے گناہ پر۔“

بھاری گناہ سے ایک مراد شرک اور کفر ہے۔ اُخزوی کامیابی کے لیے اولین شرط ایمان ہے۔ جو ایمان کی بجائے کفر اور شرک کا راستہ اختیار کرے گا اور اسی حالت میں دنیا سے جائے گا تو اس کے لیے آخرت میں ناکامی کے سوا کچھ نہیں۔ مترفین اس بھاری گناہ پر دنیا میں اڑے رہے۔ آگے فرمایا:

﴿وَكَانُوا يَقُولُونَ لَا أَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا إِنَّا لَمَبْعُوثُونَ﴾<sup>۵۲</sup> ”اور وہ یہ کہا کرتے تھے کہ کیا ہم جب مر جائیں گے اور ہو جائیں مٹی اور ہڈیاں تو کیا پھرے اٹھا کھڑے کیے جائیں گے؟“

﴿أَوَ أَبَاوْنَا إِنَّا لَوَلُونَ﴾<sup>۵۳</sup> ”او کیا ہمارے آباء و اجداد بھی جو پہلے گزر چکے ہیں؟“

شدید پیاس ہوتی ہے کہ پانی پیتے چلا جاتا ہے مگر اس کی پیاس نہیں بھتی۔ یہی حال متوفین کا ہوگا۔ جب جہنم کی گرمی اور شدت پیاس سے بُرا حال ہوگا اور ایسے میں انہیں پانی نظر آئے گا تو لپک کر پینا شروع کر دیں گے مگر ان کی پیاس نہیں بھتے گی بلکہ یہ پانی بھی کھولتا ہوا ہوگا اور ان کے اندر کو جلاتا ہوا نیچے جائے گا۔ یہ مستقل عذاب ہوگا جو ان متوفین کے لیے ہوگا۔ وہاں یہ موت مانگنیں گے مگر انہیں موت نہیں آئے گی۔

آج ہم اپنا جائزہ لیں کہ کیا ہم جہنم کے اس ذکر کو سنجیدہ لے رہے ہیں؟ اگر سنجیدہ لے رہے ہو تو اپنے آپ کو ان اعمال سے دور رکھتے جو آخرت سے انکار پر مبنی ہیں۔ اگر ہمارے دل میں اللہ کا خوف ہوتا، آخرت کا احساس ہوتا تو ہمارے اعمال مختلف ہوتے۔ اللہ کے کلام کی سینکڑوں آیات میں جنت اور جہنم کا ذکر ملتا ہے اور یہ مذاق نہیں ہے حقیقت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یقین عطا فرمائے اور جہنم کا خوف بھی عطا فرمائے۔ آگے فرمایا:

**﴿فَشَرِّبُونَ شُرْبَ الْهَيْمٍ ﴾** ۱۵) ”اور ایسے پیو گے جیسے پیاس کاما را اونٹ پیتا ہے۔“

کھولتے ہوئے پانی کا ذکر ہو رہا ہے۔ جیسے صحراء کی گرمی میں کئی دنوں سے پیاس کاما را اونٹ جب پانی کے قریب پہنچتا ہے تو لپک کر پینا شروع کر دیتا ہے، اتنی

ارشاد فرمایا کہ اس زقوم کے درخت اور اس کے پھل کے رس کا ایک قطرہ دنیا میں پکا دیا جائے تو لوگوں کی زندگی، معیشت، گھرگزستی کے معاملات اور تمام تر کاروبار زندگی تباہ ہو جائے گا۔ اندازہ تکجیہ جب متوفین کو یہ پھل کھانا پڑے گا تو ان کی کیا حالت ہوگی۔ ((اللهم اجر نامن النار)) ”اے اللہ! ہمیں آگ کے عذاب سے محفوظ فرم۔“ متوفین نے دنیا میں اپنے عیش و عشرت کے لیے دیگر انسانوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالا، لوگوں پر مظالم ڈھائے، عوام کے جیبوں سے خون پسینے کی کمائی نکالنے کے لیے مختلف حیلے بھانے تراشے، اب ان کو جہنم میں زقوم کا پھل کھانا پڑے گا۔ یہ پھل دیکھنے میں کیسا ہوگا، دوسری جگہ فرمایا:

**«ظَلَّعُهَا كَأَنَّهُ رُؤُوسُ الشَّيْطَنِينَ ﴿٥﴾ (الصفت)**

”اس کے خوشے ایسے ہوں گے جیسے شیاطین کے سر۔“

جس طرح شیطان کا سر انہائی بھیانک اور کراہیت والا ہے اسی طرح زقوم کا یہ پھل دیکھنے میں بھی انہائی مکروہ شکل والا ہوگا۔ آگے فرمایا:

**«فَمَا لِئُونَ مِنْهَا الْبُطْوَنَ ﴿٦﴾** ”پس اسی سے تم اپنے پیٹ بھرو گے۔“

یعنی بھوک لگے گی تو اسی کو کھانا ہوگا۔ دوسرے مقامات پر خاردار گھاس کا بھی ذکر آتا ہے، کائنے دار جہاڑیوں کا ذکر بھی آتا ہے۔ یہاں زقوم کا ذکر آیا۔ آگے فرمایا:

**«فَشَرِّبُونَ عَلَيْهِ مِنْ الْحَمِيمِ ﴿٧﴾** ”پھر پیو گے اس پر کھولتا ہوا پانی۔“

ایک تو جہنم کی تپش اور گرمی، اس پر بھوک لگے گی تو کھانے کے لیے زقوم کا کائنے دار، بدبو دار اور کڑوا پھل ہوگا، پیاس لگے گی تو پینے کے لیے پانی بھی کھولتا ہوا ملے گا۔ استغفار اللہ! یہ قرآن اللہ کا سچا کلام ہے۔ یہ صرف ڈرانے کے لیے نازل نہیں کیا گیا جیسا کہ جاہلانہ تصورات رکھنے والے فلسفیوں اور جاہل صوفیوں کا خیال ہے بلکہ جو قرآن میں فرمایا گیا ہے وہ حقیقت ہے۔ اللہ نے فرمایا:

**«وَبِالْحَقِّ أَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَّلَ ط﴾** (بی اسرائیل: 105)

”اور اس (قرآن) کو ہم نے حق کے ساتھ نازل کیا ہے اور یہ حق کے ساتھ نازل ہوا ہے۔“

اور حق کا ایک ترجمہ با مقصد بھی ہے۔ یعنی یہ مقصد کلام نہیں ہے بلکہ با مقصد کلام ہے۔ جیسے فرمایا:

**«إِنَّهُ لَقَوْلُ فَصْلٌ ﴿٨﴾ وَمَا هُوَ بِالْهَرَلِ ﴿٩﴾** (الطارق)

## حجاب مسلمان خاتون کے لباس کا لازمی اور ناگزیر جز ہے

### شجاع الدین شیخ

حجاب مسلمان خاتون کے لباس کا لازمی اور ناگزیر جز ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے وزیر مذہبی امور نور الحق قادری کے وزیر اعظم کو لکھے ہوئے اس خط پر تبصرہ کرتے ہوئے کہی جس میں انہوں نے 8 مارچ کو عالمی حجاب دن قرار دینے کی تجویز دی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ستر و حجاب کے حوالے سے واضح احکامات دیے ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سختی سے ان احکامات پر عمل کرنے کی تعلیم دی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگرچہ ہم مختلف حوالوں سے دن منانے کے قائل نہیں لیکن لوگوں کو دینی تعلیمات سے آگاہ کرنے اور ترغیب و تشویق دلانے کے لیے ایسے موقع کو استعمال کیا جاسکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مغربی دنیا اور بھارت نے جس طرح حجاب کو ثارگٹ کیا ہوا ہے یہ انسانی بالخصوص خواتین کے حقوق کے پامالی کی بدترین مثال ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج عالمی سطح پر معاشروں کا بگاڑ اور خاندانوں کی نیکست و ریخت درحقیقت ستر و حجاب کو لباس کا لازمی جز نہ بنانے کا نتیجہ ہے۔ ہم حکومت سے اپیل کرتے ہیں کہ عالمی سطح پر جو کچھ بھی ہو، ہر حال ایک اسلامی حکومت کو حجاب کو مسلمان عورت کے لباس کا لازمی جز قرار دینا چاہیے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

نہیں، کان نہیں، زبان نہیں، دل نہیں، ہاتھ نہیں، پرینہیں، بال نہیں، خون نہیں، گردے نہیں۔ لیکن اللہ اسی معمولی قطرے کے معمولی جز سے علقہ (جما ہوا خون) بناتا ہے، پھر پھر اسے مضغہ (گوشت کی بوٹی) کی شکل دیتا ہے، پھر عظاما (ہڈیوں) کی شکل دیتا ہے پھر لحما (ہڈیوں پر گوشت چڑھانے) کے مرحلے سے گزارتا ہے اور اس طرح مختلف مراحل سے گزار کر اللہ تعالیٰ ایک چلتا پھرتا، سننے اور دیکھنے والا، عقل و شعور رکھنے والا انسان بناتا ہے۔ کیا یہ خود بخود ہو رہا ہے؟ اللہ اکبر کبیرا۔ کائنات تو بہت بڑی شے ہے، یہ انسان کا وجود خود ایک کائنات ہے، اس کا ایک ایک عضو، ایک ایک پارٹ آف بادی، اللہ کی تخلیق کا شاہکار ہے اور جتنا میڈیکل سائنس آگے بڑھتی ہے اتنا ایک ایک براچ کے اندر ریسرچ کرنے والا بھی دھنگ رہ جاتا ہے۔ اپنے وجود پر انسان غور کرے اور پھر اپنے آپ سے سوال کرے کہ کون یہ سب نظام انسان کے وجود میں پیدا کرنے والا ہے؟ اللہ تعالیٰ ہمیں غور و فکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کے نتیجے میں آخرت کا یقین عطا فرمائے۔ آمین!



## اللہ اکبر

خون کو گرا دیا دخترِ ذیشان نے حق کے نعرے سے جو لکارا ہے مسکان نے کفر کی محفل میں جس نے کر دیا محشر پا وہ صدائے حق بلند کر دی ہے مسکان نے گیدڑوں کی چیخ شیروں کو ڈرا سکتی نہیں شیرنی کی دھاڑ تھی، جو کچھ کہا مسکان نے عقل نے کب سے پلاۓ مصلحت کوئی کے جام راستہ لیکن، جرأت کا ہی چنا مسکان نے جمع ہو سکتی نہیں ہے بزدی ایمان کے ساتھ تربیت یوں کی ہے پرو و مادر مسکان نے آؤ آگے بڑھ کے اس پر چم کو ہم بھی تھام لیں سر بلند جس کو کیا ہے، جرأت مسکان نے خون کو گرا دیا ہے دخترِ ذیشان نے حق کے نعرے سے جو لکارا ہے مسکان نے (انتخاب ابو عبد اللہ)

ان کو اللہ غور و فکر کی دعوت دے رہا ہے لیکن اس میں ہمارے لیے بھی یادداہی اور سبق ہے۔ اسی طرح موجودہ دور میں جو لوگ کفر اور شرک کی روشن پر ہیں اور آخرت کے انکاری ہیں ان کے لیے بھی دارنگ ہے کہ وہ سدھر جائیں، اپنی اصلاح کر لیں۔ آج آتھی ازم (انکار رب) کے عنوان سے ایک بہت بڑا فتنہ پھیل رہا ہے کہ کوئی کائنات کا پیدا کرنے والا نہیں، ہم خود بخوبی بن گئے اور خود بخود مر جائیں گے۔ اس سے بڑا کفر اور کیا ہو گا کہ خالق کائنات کا ہی انکار کر دیا جائے۔ اسی لیے یہاں اللہ یاددا رہا ہے، چنجنحوڑ رہا ہے کہ:

**﴿نَحْنُ خَلَقْنَاكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُونَ ۝﴾** ”ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے تو تم لوگ تصدیق کیوں نہیں کرتے؟“

پھر آگے فرمایا:

**﴿أَفَرَءِيْتُمْ مَا تُمْنُونَ ۝﴾** ”کیا تم نے کبھی غور کیا اس پر جو (منی) تم پکا دیتے ہو؟“

**﴿أَنْتُمْ تَخْلُقُونَهَ أَمْ نَحْنُ الْخَلَقُونَ ۝﴾** ”کیا اس کی تخلیق تم کرتے ہو یا ہم تخلیق کرنے والے ہیں؟“

اللہ اکبر کبیرا! امر دا عورت کے کس ملáp کے نتیجے میں، کس قطرے کے کس جز کو توفیق ہو گی کہ وہ رحم مادر میں جا کر ایک بچے یا بچی کی تخلیق کا باعث بنے۔ یہ صرف رب کائنات کو معلوم ہے اور توفیق دینے والا بھی رب ہے۔ اللہ اکبر۔ پھر یہ قرآن پاک انسان کی تخلیق کے مراحل بیان فرماتا ہے:

**﴿فِيْ ظُلْمِيْتِ ثَلَثِ ط﴾** (الزمر: 6)

”(یہ تخلیق ہوتی ہے) تین اندھروں کے اندر“

رحم مادر کے اندر بچے تین جھلیلوں میں لپٹا ہوا ہوتا ہے۔ ان تین تاریکیوں میں ایک قطرے کے معمولی جزو سے اللہ تخلیق کے عمل کو شروع کرتا ہے۔ کیا اس حقر سے قطرے کے معمولی جز کی یہ اوقات تھی کہ وہ خود پیدا ہوتا یا ان تین تاریکیوں میں وہ خود ایک انسان بننے کا عمل شروع کرتا؟ یہاں اللہ آتھی ازم کے پیروکاروں کے باطل نظریہ کا رد اس سوال کے ذریعے کر رہا ہے کہ کیا اس قطرے کے معمولی جزو کو تم پیدا کرتے ہو یا اللہ پیدا کرتا ہے؟ پھر اس جزو سے بچے یا بچی کی تخلیق تم کرتے ہو یا اللہ کرتا ہے؟ کئی مرتبہ انسان کے چاہنے کے باوجود اولاد پیدا نہیں ہوتی، تو اللہ کی مرضی کے بغیر کوئی پیدا کر کے دکھائے؟ پھر اس معمولی قطرے کے اندر آنکھیں، ناک

«هَذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّينِ ۝» ”یہ ہو گی ان کی ابتدائی ضیافت جزا کے دن۔“

متوفین کی ذلت میں اضافہ کے لیے یہ الفاظ آئے ہیں۔ عرب علاقوں میں ایک روایت تھی کہ جیسے ہی مہمان آتا اس کی ضیافت کے لیے ٹھنڈا یا گرم پیش کرتے تھے۔ اسی انداز میں اللہ تعالیٰ متوفین کی ذلت میں اضافہ کے لیے فرمارہا ہے کہ یہ زقوم کا درخت اور کھولتا ہوا پانی ان کی ابتدائی ضیافت ہو گی۔ اصل ضیافت تو اس کے بعد شروع ہو گی۔ یعنی متوفین کے لیے جو اصل عذاب ہیں وہ اس کے بعد شروع ہوں گے لیکن یہاں ان کا ذکر کرنے کی وجہے بعد شروع ہوں گے اسکے لیے جو اصل عذاب ہیں وہ اس کے بعد شروع ہوں گے فرمایا:

**﴿نَحْنُ خَلَقْنَاكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُونَ ۝﴾** ”ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے تو تم لوگ تصدیق کیوں نہیں کرتے؟“

اللہ کے کلام کا اسلوب سادہ ہے، فطری ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ بندوں کو خود اپنی تخلیق پر غور و فکر کی دعوت دیتا ہے، مخلوقات پر غور و فکر کی دعوت دیتا ہے، جا بجا نشانیوں پر غور و فکر کی دعوت دیتا ہے تاکہ ہم را راست پر آئیں۔ فرمایا:

کوئی تو ہے جو نظام ہستی چلا رہا ہے، وہی خدا ہے اس غور و فکر کے نتیجے میں توحید اور آخرت کا سبق بھی بندوں کو حاصل ہوتا ہے۔ جب بندہ تخلیق پر غور و فکر کرتا ہے تو تخلیق با مقصد نظر آتی ہے۔ جب ہر تخلیق با مقصد

(purposefull) ہے تو بندہ اس نتیجے تک بھی پہنچتا ہے یا پہنچ گا کہ میری تخلیق بھی با مقصد ہے، بے مقصد نہیں ہے۔ یہ توحید اور آخرت کا درس قرآن پاک میں مختلف پیرایوں میں ساتھ ساتھ بار بار بیان ہوتا ہے۔ جتنا کتاب کائنات پر غور کریں گے اتنا اس کتاب ہدایت پر یقین بڑھے گا۔ یہ ”کتاب ہدایت“ قرآن ”کتاب کائنات“ پر غور و فکر کی دعوت دیتی ہے۔

قرآن اللہ کا کلام ہے، کائنات اللہ کا عمل ہے۔ اللہ کے قول اور عمل میں تضاد نہیں ملے گا۔ قرآن پر غور و فکر کرو گے تو وہ اس کائنات پر غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔ کائنات پر غور و فکر کرو گے تو قرآن کی عظمت کو پہنچو گے کہ کیا کیا تھا لق قرآن میں پوشیدہ ہیں۔

یہاں متوفین سے خطاب ہے۔ وہ لوگ شرک اور کفر پر اڑے ہوئے تھے، خالق کائنات کے منکر تھے، آخرت کے منکر تھے، مرنے کے بعد زندگی کے منکر تھے

ہے، ایک دم سارے دماغ کو متاثر نہیں کرتی۔ مثلاً آپ نے تھوڑی سی شراب پی لی ہے تو خوف اور جھجک (حیا) دونوں جاتے رہیں گے۔ اس سے انسان میں جرأت و بہادری (boldness) پیدا ہوتی ہے۔ اگر شراب کی مقدار زیادہ ہو جائے گی تو پھر وہ بخالی سطھوں کو بھی متاثر کرے گی اور ڈپریشن پیدا کرے گی اور پھر یہ ڈپریشن دماغ کے ساری سطھوں کو نقصان پہنچاتا چلا جائے گا۔ البتہ شراب کا پہلا کام خوف اور حیا کو ختم کرنا ہے۔

اس اعتبار سے حیا (shyness) بہت اہم ہے ہے، اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیا ایمان کا حصہ ہے اور اس کی مزید تشریح میں، میں نے بتایا کہ درحقیقت یہ حیات کا جزو لازم ہے، بایس طور کہ انسان اپنی حیات کو بچانے کے لیے خوف اور حیا کے میکنزم کا استعمال کرتا ہے۔ عورت میں حیا کا مادہ زیادہ ہے!

یہ خالق کائنات کی حکمت تخلیق ہے کہ اُس کی طرف سے حیا کا مادہ مرد کی نسبت عورت میں زیادہ رکھا گیا ہے۔ مرد اپنی جسمانی ساخت، اپنی صلاحیتوں اور functions جو اسے دیے گئے ہیں، ان کی رو سے فعال اور متحرک (active) ہوتا ہے، اقدام کرتا ہے، جبکہ عورت گریز کرتی ہے۔ عورت کے نسوانی حسن کا یہ خاصہ ہے کہ وہ گریز کرے اور اگر عورت میں بھی اقدام آ جائے تو پھر اس کی وہ نسوانیت ختم ہو گئی اور وہ بھی مرد ہو گئی۔ اس لیے کہ عورت کی خلقت میں شرم و حیا اور گریز کا غرض ہے۔ کوئی بھی معاملہ ہو چاہے وہ عام طور پر جس کو ہم عشق مجازی کہتے ہیں، اس میں بھی اقدام مرد کی طرف سے ہوتا ہے۔ مرد طالب ہوتا ہے اور عورت مطلوب ہوتی ہے۔ تو یہ مادہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے اندر زیادہ رکھا ہے اور یہ عورت کے نسوانی حسن کا سب سے بڑا ذیور اور سب سے بڑا حصہ ہے۔

سورۃ القصص میں اس کا بڑا خوبصورت نقشہ کھینچا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے چل کر مدین تک پہنچ ہیں اور اس دوران حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پورا صحرائے سینا عبور کیا ہے۔ کوئی سواری کیا، کوئی شے پاس تھی، ہی نہیں۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام تھکے ماندے، بھوکے پیاسے مدین پہنچے اور وہاں ایک پانی کے کنوئیں کے پاس جا کر پڑا اور ال۔ وہاں انہوں نے دیکھا کہ دلوں کیاں کنوئیں کے

## اسلام میں شرم و حیا کی اہمیت

ڈاکٹر اسرار احمد

عفیانیہ

میں اس کی مزید وضاحت کر رہا ہوں کہ حیا زندگی کا جزو لازم ہے، اس لیے کہ حیات اور حیا کا مادہ ایک ہی (حیا) ہے۔ اصل میں ہمارا مرکزی اعصابی نظام (Central Nervous System) ہمارے دماغ (Brain) اور حرام مغز (Spinal Cord) پر مشتمل ہے جو ریڑھ کی ہڈی میں چل رہا ہے۔ دماغ میں اعلیٰ ترین حصہ سیریبریم (cerebrum) ہے۔ یہ گرے میٹر (gray matter) کہلاتا ہے اور نگ دار سا پیلا ساماڈہ ہوتا ہے۔ سیریبریم کا جو سب سے اعلیٰ (highest) حصہ ہے وہ fear & shyness center ہے یعنی خوف اور حیا کا حصہ۔

### حیا اور حیات کا خصوصی تعلق

حیا کا حیات کے ساتھ خصوصی تعلق ہے، اس لیے کہ حفظ ذات (preservation of the self) کے سب سے بڑا محرك (motive) ہے اور یہ انسان کی فطرت میں شامل ہے۔ اس کے بعد ہے اپنی نسل کو برقرار رکھنا (preservation of the species)۔ اس کے لیے آدمی شادیاں کرتا ہے اور پھر اولاد اور اپنے کنے کے سو جھمیلوں کو برداشت کرتا، اس کا بوجھ اٹھاتا ہے۔ یہ سب اس لیے کرتا ہے کہ اپنی نسل کو برقرار رکھنا، اس کو بچانا اس کے فطری اور جلبی داعیات (instincts) میں سے ہے۔ البتہ اپنے آپ کو بچانا یعنی حفظ ذات اہم ترین محرك ہے اور اس کے یہ دو فنکشنز ہیں: خوف اور حیا (fear & shyness)۔ یعنی خطرہ ہے تو اس سے اپنا بجاو کرنا، شیر آ رہا ہے تو بجا گو دوڑو۔ یہ خوف ہے۔ اسی طرح حیا اور جھجک بھی درحقیقت انسان کے دماغ اور سیریبریم کے اعلیٰ ترین حصے کا جزو ہے۔

### شراب کا اولین اثر: حیا اور خوف کا خاتمه

اس ضمن میں میں ایک اور حقیقت واضح کرنا چاہتا ہوں۔ دیکھئے، شراب کا پہلا اثر یہ ہوتا ہے کہ یہ انسانی دماغ کی تمام سطھوں (levels) کو رفتہ رفتہ ناک آؤٹ کرتی

سیدنا ابو مسعود عقبہ بن عمر و انصاری بدربی ڈائیٹ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سابقہ نبوت کے کلام میں سے لوگوں نے جو باقی میں پائی ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب تم حیا چھوڑ دو تو جو دل چاہے کرو!“

یہ حدیث انتہائی مختصر مگر اپنے موضوع کے حوالے سے جامع ترین ہیں۔ حضرت ابو مسعود عقبہ بن انصاری بدربی ڈائیٹ سے مردی ہے، جو بدربی صحابی ہیں اور ان کا تعلق انصار سے ہے۔ اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں شامل کیا ہے۔

### زیر مطالعہ حدیث اور اس کی تشریح

حضرت ابو مسعود ڈائیٹ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إِنَّ مَا أَذْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النَّبِيَّ الْأُولَى)) ”نبوت اولیٰ“ (یعنی پہلے انبیاء کرام علیہم السلام) کے کلام میں سے جو چیز لوگوں نے پائی ہے یا جو ان کے پاس محفوظ ہے۔۔۔ ظاہر بات ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کا ایک سلسلہ الذهب ہے اور ہم اللہ کے تمام انبیاء و رسول علیہم السلام پر ایمان رکھتے ہیں۔ البتہ ان کی تعلیمات میں کچھ تحریف بھی ہوئی، اور کچھ نسیان کا شکار بھی ہو گئیں کہ لوگوں نے ان کی تعلیمات کو بھلا دیا۔ بہر حال ان کی تعلیمات کے کچھ نہ کچھ اثرات اُس وقت یعنی دوینبوی میں بھی موجود تھے اور وہ حکمت کے موتیوں کی طرح سے لوگوں کے اندر مشہور تھے۔ انہی میں سے ایک موتی وہ ہے جس کی نشاندہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی:

((إِذَا مَتَّ شَحْنَاحٌ فَاضْبَغْ مَاشِشَةً))

”جب تم حیا کا پردہ اٹھا دو تو پھر جو چاہو کرو!“

### خوف اور حیا کا مرکز: انسانی دماغ کا اعلیٰ ترین حصہ

حیا کے بارے میں ایک اور حدیث بہت مشہور ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((الْحَيَاةُ شَغْبَةُ مِنَ الْأَيْمَانِ))

”حیا ایمان کی ایک شاخ، ایک شعبہ ہے۔“ یعنی حیا ایمان کا حصہ ہے۔

ایک طرف کھڑی ہیں اور اپنے روپ کو پانی پینے سے روک رہی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کنوں کے پاس گئے اور چروہوں اور ان کے جانوروں کو ادھر ادھر ٹاکران لڑکیوں کے روپ کو پانی پلا یا اور وہ اپنا روپ لے کر چلی گئیں۔

اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور انہوں نے اس وقت یہ دعائیں: ﴿إِنَّ لِهَا أَنْزَلْتُ إِلَيْهِ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ﴾<sup>۳۳</sup> ”اے میرے پروردگار! میں تو تیری ہر اس خیر اور خیرات کا مستحق ہوں جو تو میری جھوٹی میں ڈال دے۔“

دوسری طرف اُن لڑکیوں نے گھر جا کر اپنے والد کو سارا اوقعتہ بتایا۔ اب ان میں سے ایک لڑکی اپنے والد کا پیغام لے کر جب آئی تو اس کی چال ڈھال کے لیے قرآن میں جو الفاظ آئے ہیں: ﴿فَجَاءَهُمْ إِذْ هُمْ لَا يَحْذَرُونَ تَمَشِّيًّا عَلَى اسْتِحْيَا إِيْز﴾ ”پس آئی ان دونوں میں سے ایک لڑکی حیا کے ساتھ چلتی ہوئی۔ لہذا معلوم ہوا کہ عورت کے چلنے میں بھی حیا ہے۔

### مغرب عورت کی حیا کو ختم کرنے پر تلا ہوا ہے!

اللہ تعالیٰ نے عورت کی فطرت میں جو بھی عناصر رکھے ہیں ان میں مرد کے مقابلے میں حیا کا پہلو بہت قوی ہے، جس کو مغرب آج ختم کرنے پر تلا ہوا ہے۔ مغرب حیا کے پردے کو ختم کرنا چاہتا ہے اور اس وقت دنیا میں اس کے لیے جو عظیم تحریک چل رہی ہے، اس کو ”سوشل انجینئرنگ پروگرام“ کا دل فریب نام دیا گیا ہے۔ یعنی سوسائٹی اور معاشرہ کی تغیری نوکری ہے، اس کا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ عورت میں سے حیا کو باہر نکال دو۔ مغرب میں عورت کی بے پردگی کا معاملہ کوئی بہت پرانا نہیں ہے بلکہ زیادہ سے زیادہ سو اس سال پرانا ہے۔ امریکہ کی پرانی فلموں میں عورت مکمل لباس زیب تن کی ہوتی تھی، یعنی گردن سے لے کر ٹھنڈے تک سوائے چہرے کی ٹکلیا کے اور سر پر ان کے یقیناً سکارف ہوتا تھا۔ یہ جو سکرٹس اور منی سکرٹس آنی شروع ہوئی ہیں ان کی تاریخ زیادہ پرانی نہیں ہے۔

1897ء میں ”پرلو کولز آف دی ایلڈرز آف زائن“ کی پہلی کانفرنس سوئزر لینڈ کے شہر Basel میں ہوئی تھی، جہاں ٹاپ کے یہودی جمع ہوئے تھے اور ان میں سے بیشتر یہودی بینکر ز تھے۔ Zionist بھی یہودی بینکر ز کی تحریک ہے اور وہ مذہبی یہودی نہیں ہیں بلکہ سیکولر ٹاپ کے یہودی ہیں۔ مذہبی یہودی وہ ہیں

میں یہ مانا جاتا ہے کہ کم شرح خواندگی میں ڈیموکریسی نہیں چل سکتی۔ لوگوں کے اندر خواندگی ہونی چاہیے، تعلیم ہونی چاہیے، تب ڈیموکریسی چل سکتی ہے۔ جبکہ بھارت انہماں کم شرح خواندگی کے ساتھ اس بہترین انداز سے جمہوریت چلا رہا ہے کہ دنیا دیکھ کر حیران ہو رہی ہے، لیکن ان کے ہاں بھی عورتوں کی نمائندگی کی شرح 33 فیصد نہیں ہے، صرف چند عورتیں ہیں جو پارلیمنٹ میں آ جاتی ہیں۔ امریکہ کے اندر بھی گنی چنی عورتیں جزل ایکشن جیت کر آ جاتی تھیں، جیسے ہمارے ہاں جزل ایکشن جیت کر بے نظیر آ جاتی تھی اور اس طرح سے چند ایک اور عورتیں بھی آ جاتی تھیں۔ یہ کبھی نہیں تھا کہ 33 فیصد سیٹیں عورتوں کے لیے منتخب کی جائیں اور خواتین سے ہی ان کو پر کرنے کو لازم قرار دے دیا جائے۔

اس وقت بے حیائی کی اشاعت یو این او کے ایجادے پر ہے۔ چنانچہ اس کے لیے پہلی کانفرنس قاہرہ میں ہوئی تھی۔ پانچ سال کے بعد بینگ کانفرنس اور پھر بینگ پلس فائیو کانفرنس ہوئی۔ یہ تمام کانفرنسیں اقوام متحده کے تحت ہوئی ہیں اور وہاں طے ہوا ہے کہ شرم و حیا جو عورت کا سب سے بڑا ذیور ہے، اسے ختم کیا جائے۔ اس وقت مغرب کا معاشرہ اور مغرب کی ساری طاقت اسی پر لگی ہوئی ہے۔ ان کے ہاں تو شرم و حیا ختم ہو چکی ہے اور بے حیائی اپنی انہما کو پہنچ چکی ہے۔ اب وہ چاہتے ہیں کہ ساری دنیا سے بھی حیا کا خاتمہ ہو جائے۔ جیسے اگر کسی بلی کی دم کٹ جائے تو وہ یہی چاہے گی کہ سب بلیوں کی ذمیں کٹ جائیں، ورنہ وہ تو تمام بلیوں کے اندر ”نکو“ بنی رہے گی۔ اسی طرح مغربی ممالک بھی پوری نوع انسانی سے حیا کے ذیور کو ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

اصل میں یہ ایجادہ یہودیوں کا ہے جس کے آله کار عیسائی بن رہے ہیں اور عیسائیوں میں سے بھی خاص طور پر White Anglo Saxon Protestants (WASP) فرقہ اس میں پیش پیش ہے۔ پھر اس فرقے کی بھی اعلیٰ سطح کی کلاس Evangelists (جن کو ”نیو کانز“ بھی کہا جاتا ہے) اسرائیل کے سب سے بڑے سپورٹر ہیں اور ان کے پروگرام کی تکمیل میں یہ سب سے بڑے آله کار ہیں۔ واضح رہے کہ wasp ”بھڑک“ کو کہتے ہیں جس کے کامنے سے جسم سونج جاتا ہے۔

پچوں پر روک ٹوک ٹوک لگانا از حد ضروری ہے

آج کل مغرب کے اثر کے تحت یہ سوچ عام ہو گئی ہے کہ پچوں پر کوئی روک ٹوک نہ رکاؤ، اس لیے کہ یہ بات

جن کی چھلے دار لفیں ہوتی ہیں۔ ان کی داڑھیاں لمبی ہوتی ہیں۔ سر ننگے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ سر کے اوپر چھوٹی سی ٹوپی نہیں بلکہ پورا ہیٹ ہوتا ہے اور وہ بھی سیاہ رنگ کا۔ اسی طرح انہوں نے سیاہ آچکن کی طرز کا لمبا کوٹ پہننا ہوتا ہے۔ یہ ہی مذہبی یہودی۔ لیکن سوئزر لینڈ کے شہر Basel میں جو لوگ جمع ہوئے تھے وہ سب سیکولر تھے اور بینکر ز کے نمائندے تھے۔ نوع انسانی کے لیے انہوں نے جو چیزیں طے کی تھیں ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ شرم و حیا کا جنازہ نکال دیا جائے تاکہ انسان حیوان بن جائے اور پھر ہم ان حیوانوں کو استعمال کر سکیں۔ یہ ان کا فلسفہ ہے کہ سوائے یہودیوں کے تمام بھی آدم انسان نما حیوان ہیں، یعنی شکل تو انسانوں کی سی ہے لیکن درحقیقت سب حیوان ہیں۔ چنانچہ غیر یہودی انسانوں کے لیے وہ کا حق ہے ۔۔۔۔۔ گھوڑے کوتانے میں اور بیل کوہاں میں جوتا جاتا ہے ۔۔۔۔۔ اسی طرح ہمارا حق ہے کہ ہم انسان نما حیوانوں کو بھی اسی طرح استعمال کریں۔ اور یہ بات ان کی باقاعدہ مذہبی تعلیمات میں شامل ہے۔

یہودیوں کی مذہبی کتاب ”تالמוד“ جو اصل میں فقه کی کتاب ہے اور مذہبی اعتبار سے بہت اہم ہے، اس میں یہ مذکور ہے کہ غیر یہودیوں کو دھوکہ دینا، ان سے سود و صول کرنا، ان کے مال پر ڈاکہ ڈالنا، چوری کرنا وغیرہ جائز ہے۔ قرآن مجید میں بھی اس کا تذکرہ بایں الفاظ موجود ہے: ﴿قَالُوا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأُمَمِ مِنْ سَيِّئِلٌ﴾ (آل عمران: 75) ”وَهُنَّ كَتَبْتُمْ لِهِنَّا کہ ان امیوں کے ساتھ ہم جو چاہیں کریں ہم پر کوئی مواخذہ نہیں ہے۔“ چنانچہ آزادی نسوان (Women Lib) کے نام پر شرم و حیا کو ختم کرنے کی ایک عظیم تحریک اس وقت سے چل رہی ہے۔ لیکن ہم پاکستانیوں کے لیے انہماں افسوس کا مقام ہے کہ پرویز مشرف کی حکومت نے ساری دنیا سے آگے بڑھ کر اس تحریک کو لبیک کہا۔ اس لیے کہ تمام اداروں، یعنی سینٹ میں پارلیمنٹ میں اور اس سے نیچے یونیورسٹیوں میں 33 فیصد عورتوں کی نمائندگی مقرر کر دینا، عورتوں کو گھر سے نکالنے کا اتنا بڑا کام پاکستان کے علاوہ پوری دنیا میں کہیں نہیں ہوا۔ آج تک امریکہ اور یورپ میں بھی ایسا نہیں ہے۔ ہمارے پڑوی ملک بھارت میں جمہوریت کا وجود ایک محجزہ ہے۔ محجزہ میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ دنیا

# امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(2 تا 9 فروری 2022ء)

بدھ (2 فروری) کو مرکزی اسرہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ بعد نمازِ ظہرؐ اکثر عطاء الرحمن عارف سے ان کے شعبہ مالیات کے حوالے سے نائب امیر کے ساتھ ملاقات کی۔ بعد نمازِ عصرؐ اکثر عطاء الرحمن عارف کے ہمراہ وقار احمد صاحب کی الہیہ مرحومہ کی تغیرت کے لیے ان کے دفتر جو ہرثاں جانا ہوا۔ بعد نمازِ مغرب شعبہ سمع و بصر میں ”امیر سے ملاقات“ کا پروگرام ریکارڈ کروایا۔ بعد ازاں کراچی کے لیے روانگی ہوئی۔

جمعہ (4 فروری) کو جامع مسجد شادمان میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔

ہفتہ (5 فروری) کو قرآن مرکز سالکین بسیرا میں صحیح حلقة کراچی وسطیٰ کے ذمہ داران سے ناشستہ پر ملاقات کی۔ بعد ازاں حلقة کے معاونین اور مقامی ذمہ داران کے تعارف کے بعد سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ صبح 11:00 بجے سے نمازِ ظہرؐ تک گل رفقاء کے اجتماع میں سورۃ الحدیڈ کی آیات سے تذکیر کے بعد سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ بیعت منونہ کا بھی اہتمام ہوا۔

اتوار (6 فروری) کو 11 بجے MCC لان ملک سوسائٹی گزار بھری میں ”موجودہ حالات اور راہ نجات“ کے موضوع پر تفصیلی خطاب فرمایا۔ بعد نمازِ ظہرؐ مقامی تنظیم لکشن جمال کے دفتر میں ظہرانے پر علماء کرام اور آئمہ مساجد سے ملاقات کی، جس میں 25 علماء کرام شریک ہوئے۔ بعد نمازِ عصر حلقة کے ارکان عاملہ سے ملاقات کی۔ نمازِ مغرب سے قبل ایک رفیق سے انفرادی ملاقات کی۔ بعد نمازِ مغرب کاروباری طبقہ سے تعلق رکھنے والے احباب سے قرآن اکیڈمی یا سین آباد میں ملاقات کی اور ان کے سوالات کے جوابات دیے۔

پیر (7 فروری) کو صبح 11:00 بجے کراچی یونیورسٹی میں شعبہ physiology کے Ph.D کے فیکٹری ممبران اور ریسرچ استوڈنٹس سے ”قرآن اور ہم“ کے موضوع پر خطاب کیا۔ شرکاء کی کل تعداد تقریباً 35 تھی۔ بعد ازاں NED یونیورسٹی کی انتظامیہ اور اساتذہ سے آڈیٹوریم میں ”طلبہ کی تربیت اور ہماری ذمہ داری“ کے موضوع پر خطاب فرمایا اور سوالات کے جوابات دیے۔

بدھ (9 فروری) کو کوئٹہ کے ایک رفیق جو کراچی آئے ہوئے تھے، سے ملاقات کی۔  
نائب امیر صاحب سے تنظیمی امور کے حوالے سے مسلسل رابطہ رہا۔

تنظیم اسلامی کا پیغام خلافتِ راسخہ کاظم

بانی تنظیم:  
شیخ عالیٰ الدین شیخ

ڈاکٹر سارا حمد

## دجالی نظام کی تکون: سیکولر ازم، سود اور بے حیائی

[www.tanzeem.org](http://www.tanzeem.org)

تنظیم اسلامی کا پیغام خلافتِ راسخہ کاظم

بانی تنظیم:  
شیخ عالیٰ الدین شیخ

ڈاکٹر سارا حمد

## بے حیائی جنسی تشدد تک لے جاتی ہے

[www.tanzeem.org](http://www.tanzeem.org)

ان کی نشوونما (development) میں رکاوٹ بنی ہے۔ یہ سوچ سراسر جماعت ہے اور یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے بر عکس ہے۔ ہمیں تو یہ تعلیم ملی ہے کہ اپنی چھڑی کو کبھی اٹھا کرنے رکھ دینا، بلکہ اولاد کو سیدھا رکھنے کے لیے اس کو استعمال کرنا ہے۔ اولاد کو محبت بھی بھر پور دو، لیکن ساتھ ہی ان پر کڑی نظر رکھو۔ جیسے ہمارے ہاں ایک کہاوات ہے کہ ”کھلاو تو چوری چور کے اور دیکھو گھور کے“۔ بچوں کے اوپر جب تک بڑوں کا رعب نہ ہو بڑوں کا خوف نہ ہو بڑوں کی حیانہ ہو کہ میرے اس کام پر والد کیا کہہ دیں گے تو ہمارے نزدیک ان کی صحیح انسانی نشوونما (human development) نہیں ہوتی۔ وہ بچے جنہیں آپ جریٰ بے شرم بے حیا اور بے ادب بنا دیتے ہیں وہ پھر آپ کے سینے پر موگ دلتے ہیں، آپ کے بڑھاپے کے اندر سوہاں روح بنتے ہیں۔ ان کے اندر کہاں سے وہ آداب آ جائیں گے اور کہاں سے وہ تہذیب آ جائے گی جو بچپن میں اگر انہیں نہ سکھائی گئی ہو؟ اسی طرح نماز کے بارے میں حکم ہے کہ بچے کو سات سال کی عمر سے نماز کی تلقین شروع کر دو اور دس برس کے بعد بھی اگر بچہ نماز نہیں پڑھتا تو اس کو مارو۔ اس ضمن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ملاحظہ ہو:

”اپنی اولاد کو نماز پڑھنے کا حکم دو جب وہ سات برس کے ہو جائیں، اور جب دس برس کے ہو جائیں تو نماز نہ پڑھنے پر ان کو مارو۔ اور ان کے بستر بھی الگ کر دو۔“

لہذا جدید چلدرن سایکالوجی کی بڑی جمادات میں سے ایک جماعت یہ ہے کہ بچوں کو روک ٹوک کرنے سے ان کے اندر جو آزاد شخصیت کے پروان چڑھنے کا امکان ہوتا ہے، وہ ان میں کم ہو جاتی ہے تو انہیں روکو ٹوکو نہیں، وہ جو چاہے کریں۔ ایسی سوچ سراسر جماعت اور اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔

بہر حال زیر مطالعہ حدیث انتہائی اہمیت کی حامل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام انبیاء کرام ﷺ کی تعلیمات کے اندر یہ بات موجود تھی کہ جب تم نے حیا کا پردہ اٹھا دیا تو جو چاہو کرو۔ اس لیے کہ یہی تو بیریز تھا، یہی تو روک ٹوک کی بات تھی۔ فارسی میں اس کا بہترین ترجمہ ہے: ”بے حیا باش وہرچہ خواہی کن!“، یعنی ایک دفعہ ذرا حیا کا پردہ اٹھا دیا تو جو چاہو کرتے پھر و!

# حیا سر اسرائیل میں

ڈاکٹر میمونہ حمزہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آگئے اور ایک واپس چلا گیا، اور سلام کیا۔ ایک کو حلقة میں جگہ ملی تو وہ اس میں بیٹھ گیا، اور دوسرا (حلقة سے باہر) ان کے پیچھے بیٹھ گیا، جبکہ تیسرا شخص واپس چلا گیا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ان تین کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ان میں سے ایک نے اللہ سے ٹھکانا نامگا تو اللہ نے اسے ٹھکانا فراہم کر دیا، (یعنی مجلس میں جگہ)، دوسرا نے اللہ سے حیا برتی تو اللہ نے بھی اس سے حیا برتی، اور آخری نے اللہ سے اعراض کیا تو اللہ نے بھی اس سے اعراض کیا۔ (رواه الترمذی)

ان میں سے پہلا شخص طالب علم تھا اور اس کی نیت میں خلوص تھا، تو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کے حلقة میں جگہ دی گئی، کیونکہ وہ اللہ سے اسی کا امیدوار تھا۔ دوسرا حیادار تھا، اور اس نے فقط علم حاصل کرنے سے غرض رکھی اور ازاد حمام سے بچنے کی کوشش کی، لیکن تعلم اور صحبت علماء چاہی تو اللہ نے اس کی حیا کی بھی قدر کی اور اسے علم حاصل کرنے کا موقع دے دیا، اور جس نے علم اور اصحاب علم کی مجلس میں بچنے کر بھی ان سے اعراض کیا تو اللہ نے بھی اس سے اعراض کیا۔ اس میں حیا کو پسند کیا گیا ہے اور اعراض کو اللہ کی ناراضی کی علامت بیان کیا گیا ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ حیادار اور کریم ہے، جب بندہ اس کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے تو اسے خالی ہاتھ نامرد واپس لوٹاتے ہوئے اسے شرم آتی ہے"۔ (رواه ابن ماجہ) اور اللہ تعالیٰ کی حیابندوں کی مانند نہیں ہے، جو انکسار پر مبنی ہوتی ہے، بلکہ اس کی حیا بھی اس کے جلال اور عظمت کی شان جیسی ہے، جب بندہ اس کی نافرمانی کرتا ہے تو بھی وہ اپنی بے پناہ رحمت اور کمال جود و کرم اور عظیم درگز رکے ساتھ اسے ڈھانپ لیتا ہے، اور اس کے عیب کی پرده پوشی کر دیتا ہے، اور اس کے گناہ کا پرده چاک نہیں کرتا۔

## 2- حیادارانہ روایہ:

قرآن کریم میں موئی علیہ السلام کے قصے میں شیخ مدین کی بیٹی کی حیا کو اس طرح بیان کیا گیا: "پھر ان میں ایک حیا کے ساتھ چلتی ہوئی اس کے پاس آئی"۔ (القصص: 25)

اور یہ وہی حیا ہے جو عورت کی زینت ہے، اور اس کی عفت،

یعنی وہ جس قدر شریعت کی پیروی اور اللہ اور اس کے مراد ایسی شرمساری ہے جو انسان کو رجوع پر مائل کر دے۔ حیا ایک وقار ہے جو بندہ اختیار کرنا چاہتا ہے تاکہ عیب دار امور سے اپنا دامن دور رکھے۔ (لسان العرب، مادہ: حی)

ابن حجر کہتے ہیں: حیا کو لغت میں "مَ" کے ساتھ لکھا جاتا ہے، اس سے مراد انکسار یا خوف کی بنا پر عیب دار شے کو ترک کر دینا ہے۔ اور کبھی کسی سبب کی بنا پر کسی شے کو چھوڑ دینا بھی اس میں شامل ہے۔ (یعنی حیا میں ترک کرنے کا عضر پایا جاتا ہے، خواہ خوف یا انکسار کی بنا پر ہو یا کسی اور وجہ سے)۔ (فتح الباری، 1/52)

بارش کو بھی حیا کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ زمین، نباتات اور حیوانات کی زندگی کا سبب بنتی ہے۔ اور اسی طرح حیا سے مراد دنیا و آخرت کی زندگی بھی ہے۔ جس میں حیانہ ہو دہ دنیا کا مردار اور آخرت کا شقی و بد بخت ہے۔ وہ گناہوں سے لدا ہوا اور حیا سے عاری ہے، جس کی دنیا بھی بر باد اور آخرت بھی! رہا حیادار شخص تو وہ گناہ کرتے ہوئے اللہ سے ڈرا، اور نافرمانی سے باز رہا، جب وہ اللہ سے ملاقات کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے سزا دینے میں حیا برتے گا۔ جس نے بے باکی سے گناہ کئے اور اللہ سے حیانہ کی اللہ بھی اسے سزا دیتے ہوئے حیانہ کرے گا۔ (الجواب الکافی، ص 46)

ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ "جس میں حیانہ اس میں انسانیت کی رمق نہیں، وہ بس گوشت اور خون سے بنی ایک ظاہری صورت ہے اور اس میں ذرہ برابر بھی خیر نہیں"۔

الاجر جانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "حیا کسی عمل کو کرتے ہوئے طبیعت میں انقباض پیدا ہونے کا نام ہے کہ آدمی اس پر ملامت حقیر تر کسی چیز کی تمثیلیں دے"۔ (البقرة: 26)

قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس کی تاویل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حق کو بیان کرنے میں کسی خوف کا شکار نہیں ہوتا، اور اور نہ حق کہنے سے کوئی بات اس کو انقباض میں مبتلا کرتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز مسجد میں اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے تھے، کہ تین لوگ اندر آئے، دو رسول اللہ ارتکاب سے روک دیتی ہے۔ حیا کی یہ قسم اکتسابی ہے،

اس کے شرف اور فضل کی دلیل ہے۔

### حیا فطری جذبہ ہے:

حضرت عمران بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "حیا خیر ہی لاتی ہے۔" (رواه البخاری) اور مسلم میں ہے: "حیا سرخیر ہے۔" یعنی حیا انسان کو اللہ کی نافرمانی، بد اخلاقی اور برے کاموں سے بچاتی ہے۔ معاشرے میں برا بیان کم ہو جائیں تو پاکیزہ فضلا نشونما پاتی ہے، جس میں برا بی سکڑنے لگتی ہے، اور برے لوگ اعلانیہ برا بیوں کا ارتکاب نہیں کرتے، نیکی کا چلن عام

ہو جاتا ہے، ہر جانب حیا کا خیر پھیل جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایمان کی ستر سے زائد شاخیں ہیں، (یا سامنہ سے زائد، راوی کو شنک ہے)، ان میں سب سے افضل لا الہ الا اللہ کہنا ہے، اور سب سے ادنیٰ راستے میں پڑی ہوئی تکلیف وہ چیز کو ہٹا دینا ہے اور حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔" (متفق علیہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "فحش جس چیز میں بھی ہوا سے بد نہ بنا دیتا ہے، اور حیا جس چیز میں ہوا سے زینت عطا کرتی ہے۔" (رواه ابن ماجہ، الترمذی واحمد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشجع بن عبد القیس رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: "اس میں دو صفات ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے: حلم اور حیا۔"

### رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیا:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق کی بہترین حالت پر تھے، اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیا بھی مثالی تھی۔

حضرت ابو سعید خدري رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دے میں رہنے والی کنواری لڑکی سے زیادہ باحیا تھے۔" (رواه البخاری)

یعنی ایک تو کنواری لڑکی کی حیا اور اس پر مستزا داس کی با پردہ حالت حیا کی شدت کو ظاہر کرتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بھی زیادہ حیا دار تھے۔ اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی بات بری محسوس ہوتی تو اس کا اثر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر آ جاتا اور وہ سرخ ہو جاتا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک دل کا سچا آئینہ تھا۔

صحیح بخاری میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر مراجع کی حدیث تفصیل سے آئی ہے، جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پچاس نمازوں کا تحفہ ملا، اور واپسی کے سفر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام

لیا تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے عطا کئے گئے لباس سے ان دونوں کو محروم کر دیا گیا، ان کی کیفیت کو قرآن کریم میں یوں بیان کیا گیا ہے:

"پھر جب انہوں نے اس درخت کا پھل چکھا تو ان کے ستر ایک دوسرے کے سامنے کھل گئے اور وہ اپنے جسموں کو جنت کے پتوں سے ڈھانپنے لگے۔" (الاعراف: 32)

یعنی شرم انسان کے اندر تہذیب کے ارتقاء سے مصنوعی طور پر پیدا نہیں ہوئی ہے اور نہ یہ اکتسابی چیز ہے، بلکہ درحقیقت یہ وہ فطری چیز ہے جو اول روز سے انسان میں موجود تھی۔ (تفہیم القرآن، ج 2، ص 15)

### حیا ایمان سے ہے:

حیا ایمانی جذبہ ہے، اس کی افزائش کرنا چاہیے نہ کہ اسے دبایا جائے، حدیث میں ہے:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے پاس سے گزرے، جو اپنے بھائی کو حیا کے بارے میں نصیحت کر رہا تھا (کہ زیادہ شرم و حیانہ کر) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: اسے چھوڑ دو، حیا تو ایمان کا حصہ ہے۔" (متفق علیہ)

ابو مسعود عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لوگوں کے پاس کلام نبوت سے جو بات پہنچی ہے ان میں یہ بھی ہے: جب تجھ میں حیانہ رہے تو جو چاہے کر۔" (رواه البخاری)

کلام نبوت سے مراد پہلے انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام شریعت ہیں، جو منسوخ نہیں ہوئے، اور ہر آنے والے نبی نے ان کی تجدید کی ہے، ان میں حیا بھی ہے، اس کا حکم آج بھی ثابت ہے، اور پچھلی نبوتوں میں بھی اس کی تاکید کی گئی تھی۔ جب تجھ میں حیانہ رہے تو جو جی چاہے کر، کا بیان تہذیدی ہے۔ یعنی یہ ایسا عمل نہیں جس سے معافی ملے، اب تو مسخر سزا ہے۔ حیا کا جذبہ ہی برے فعل کے ارتکاب میں رکاوٹ بتتا ہے۔ جب اس رکاوٹ کو تو نے ہٹا دیا تو اب جو چاہے کر، تجھے سزا مل کر رہے گی۔

نے اس تعداد کو کم کروا نے کا مشورہ دیا، اور پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

بار بار اللہ کے حضور اس کی تخفیف کی درخواست کرتے رہے، اور پانچ کی تعداد کو بھی کم کروا نے کا مشورے پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (استحبیت من ربی)، "مجھے اپنے رب سے حیا آگئی"۔ (رواه مسلم)

امہات المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ولیمہ کی دعوت کھانے کے بعد کچھ لوگ جم کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر بیٹھ رہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے عمل سے تکلیف پہنچی مگر حیا کے سبب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جانے کو نہ کہا، تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا: "تمہاری یہ حرکتیں نبی کو تکلیف دیتی ہیں، مگر وہ شرم کی وجہ سے کچھ نہیں کہتا اور اللہ حق بات کہنے سے نہیں شرما تا۔" (الاحزاب: 53)

### بہترین حیا اللہ سے حیا ہے:

بندہ جب اللہ تعالیٰ کے عائد کردہ فرائض کی پرواہ نہ کرے، وہ غفلت کے ساتھ اس کے احکامات کو پیروں نے روند دے، اور شریعت کی پابندیوں کو خاطر میں نہ لائے تو یہ اللہ تعالیٰ سے عدم حیا کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ سے حیانہ کرنے کے معاملے میں انسانوں کا یہ رویہ افسوسناک ہے کہ وہ لوگوں سے تو بڑے اخلاق اور رکھ رکھاؤ سے میں اور ان کے سامنے کسی گناہ کا ارتکاب نہ کریں، لیکن جب وہ تنهائی میں ہوں تو اللہ سے حیانہ کریں اور تمام پابندیوں اور حدود قیود کو توڑ دیں، گویا انہیں اللہ سے ذرا بھی حیا نہیں آتی۔

حضرت سعید بن یزید الا زدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: مجھے وصیت تکبیج۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے اسی طرح حیا کرو جس طرح تم ایک صالح شخص سے حیا کرتے ہو۔" (رواه احمد)

ابن جریر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ مختصر الفاظ میں بہت بلیغ نصیحت ہے، کیونکہ فاسق شخص بھی اپنی مصلح افراد سے حیا کرتا ہے اور ان کے سامنے برائی کا ارتکاب نہیں کرتا اور اللہ تو اپنی مخلوق کے تمام افعال سے باخبر ہے، تو بندہ جب اپنے رب سے حیا برتبے اور اپنی قوم کے صلحاء اور نیک لوگوں سے بھی حیا کرے تو وہ تمام ظاہری اور باطنی معاصی سے اجتناب کرے گا۔ تو یہ نصیحت کتنی عمده اور جامع ہے۔ (دیکھئے: فیض القدری 3/74)

## معصیت حیا کو ختم کر دیتی ہے:

ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: ”گناہوں کی سزا یہ بھی ہے کہ وہ حیا کو ختم کر دیتے ہیں، جو کہ حیاتِ قلب ہے۔ اور وہ ہر خیر کی اصل ہے اور حیا کا رخصت ہو جانا خیر کا چلے جانا ہے، کیونکہ حیا تو سراسر خیر ہے۔“ (الدعا والدواء، ص 131)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قول ہے: ”جس میں حیا کی کمی ہو اس کی پرہیز گاری کم ہو جاتی ہے، اور جس کی پرہیز گاری کم ہو جائے اس کا دل مردہ ہو جاتا ہے۔“

دنیا میں کوئی معاشرہ بھی فاشی، منکرات اور ظلم پر قائم نہیں رہ سکتا۔ جس معاشرے میں حیانہ ہو وہ اندر سے کھوکھلا ہو جاتا ہے، اور اس میں خیر پنپ نہیں سکتی۔

## حیا کے مظہر:

حیا انسان کے عقلِ مند و دانا ہونے کی علامت ہے۔ اس کا اظہار گفتگو میں بھی ہوتا ہے اور پوشک میں بھی، برتاو میں بھی اور رویے میں بھی!

## 1۔ کلام:

غیر معیاری الفاظ، دروغ گوئی، گمراہ کن انداز اور احترام سے عاری کلام حیا کے منافی ہے۔ حیا کسی بھی شخص کو نرمی اور حکمت کے ساتھ امر بالمعروف اور نہیں عن المنکر سے باز نہیں رکھتی۔ تین چیزیں دل میں حیا کے احساس کو متخرک کرتی ہیں:

1۔ اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور اس سے محبت

2۔ یہ احساس کہ ہم اللہ کی نگاہ میں ہیں اور وہ سمجھ و بصیر رب ہمیں سن اور دیکھ رہا ہے۔

3۔ اللہ تعالیٰ سے کوئی بھی چیز اوجھل نہیں ہوتی۔

## 2۔ رویہ:

حیا کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ آدمی حیادارانہ رویہ اختیار کرے اور اپنے آپ سے بھی حیا کرے اور ان فرشتوں سے بھی جو اس کے ساتھ رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے حیا اختیار کرنا بہترین رویہ ہے۔ جو اللہ سے حیا کرتا ہے اللہ بھی اس سے حیا برتا ہے۔

حیا کا یہ مطلب نہیں کہ بندہ کسی مسئلے کو پوچھنے میں حیا کرے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ”النصار کی خواتین بہترین عورتیں ہیں، وہ دین سیکھنے میں حیا کو رکاوٹ نہیں بناتیں۔“ (مسلم)

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: ”حیا اور تکبر کرنے والا بھی علم درآتی ہے، وہ معاشرے جن میں حیا کا اعلیٰ تصور رکھنے نہیں

حاصل نہیں کر سکتے۔“ (دینی معاملات میں سوال کرنے ہے، وہاں نکاح ایک غیر ضروری قید کا تصور لے کر آیا ہے۔

جس معاشرے میں حیاداری نہیں رہتی وہاں فواحش سے حیا کرنا علم کے حصول میں مانع ہو جاتا ہے۔)

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ”حیا اور فیاضی دو ایسی خصلتیں ہیں کہ جس میں بھی پیدا ہو جائیں اللہ تعالیٰ اسے سربلند کر دیتا ہے۔“ (مکارِمُ الْأَخْلَاقِ، ابنِ الْبَرِّ الدُّنْيَا)

جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اللہ کی نعمتوں کو محسوس کرتے ہوئے اپنی خطاؤں پر نظر پڑے تو جو کیفیت پیدا ہوتی ہے اسے حیا کہتے ہیں۔“

بنی اسرائیل کے ایک دانشمند کا قول ہے: ”عورت کی زینت حیا ہے اور حکیم کی زینت خاموشی ہے۔“

(ابنِ الْبَرِّ الدُّنْيَا، 63)

حیا کثیر الفوائد صفت ہے۔ حیا ایمانی صفت ہے، یہ ایمان کو تقویت دیتی ہے۔ حیا اور ایمان باہم ولازم و ملزم ہیں۔ حیا بہت سے گناہوں کے ارتکاب سے بچاتی ہے، اس طرح یہ مومن کی زندگی میں ایک ڈھال کا کام کرتی ہے۔ حیا دار شخص دنیا اور آخرت کی رسومی سے بچ جاتا ہے۔ حیا کو قائم رکھتا ہے اور اس دائرے سے باہر ہر تعلق یا توزنا ہے۔

ایمان کو تقویت دیتی ہے۔ (یعنی ایسی پیش قدمی ہے یا مقدماتِ زنا میں سے ہے۔) فخش جس کی انتہا زنا یا اس سے کم برائی پر منتج ہوتی ہے۔) فخش لڑپچر، ویڈیو ز اور چلتے پھرتے بے حیا مروزن معاشرے کے بگاڑیں بڑے ذمہ دار ہیں۔

انسان اور خصوصاً عورت میں حیا کا جو مادہ رکھا گیا ہے اس کا اظہار لباس سے بھی ہوتا ہے اور طرزِ معاشرت سے بھی، اگرچہ مادہ پرست معاشروں میں اسی لغزش نے قوموں کو تباہی کے دہانے پر پہنچایا ہے۔ ستر عورت اور حیاداری مخصوص عادت نہیں بلکہ مطلوب اخلاقی رویہ ہے۔

”اے بنی آدم! ہم نے تم پر لباس نازل کیا، تاکہ تمہارے قابلِ شرم حصوں کو ڈھانکے۔“ (الاعراف: 26)

اور پھر خواتین کو یہ بھی فرمایا: ”اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلوٹکالیا کریں۔“ (الاحزان: 59) نظام حیا کو قائم کرنے کے اصول وضع کئے: ”اپنے گھروں میں نک کر رہو اور سابق دو رجاہیت کی سی بچ دھج نہ دکھاتی پھر وہ۔“ (الاحزان: 23)

میں مختلف درجات پر ہوتے ہیں، ہم میں سے بہت سے اور جب صنفِ مخالف سے معاملہ ہو تو پردے کے پیچھے سے کیا لوگ آج کے زمانے میں حیا کی کمی پر شکوہ کنان نظر آتے ہیں۔ بازاروں میں بے حیائی عام ہے، شادی بیاہ کے

موقع ہوں یا سیر و تفریح کے مقامات، یا ہمارے تعلیمی اداروں میں نوجوان نسل کے لباس اور میل ملاقات،

اسلام میں نکاح کو عفت تابی اور حیا قائم رکھنے کا ذریعہ بنایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تمہیں نکاح کرنا چاہیے

کیونکہ وہ آنکھوں کو بدنظری سے روکنے اور شرم گاہ کی حفاظت کرنے کی بہترین تدبیر ہے۔“ (رواہ الترمذی) اس طرح

اسلامی معاشرت وہ پاکیزہ، محفوظ اور پر سکون فضافراہم کرتی ہے، جس میں حیا کو قائم رکھتے ہوئے تعمیرِ تمدن میں

معاشرے کا ہر فردعال کردار ادا کر سکتا ہے۔

# بیمار معاشرہ اور اسلامی تعلیمات

## حضرت مولانا محبت اللہ قادری

کسی پر مخفی نہیں ہے۔ اس لیے اسلام نے خواتین کو ایسی آزادی نہیں دی ہے جس سے وہ غیر محفوظ ہوں اور نہم بڑھنے لباس پہن کر لوگوں کے لیے سامان تفتریح یا ان کی نظر بد کا شکار ہو جائیں۔

### خواتین کے لیے اسلامی ہدایات

اسلام نے خواتین کو علیحدہ طور بہت سی باتوں کا حکم دیا ہے اور بہت سی چیزوں سے روکا ہے۔ مثلاً انھیں اپنے بناؤ سنگار کو دکھانے کے بجائے اپنی نگاہیں پنجی رکھنے اور پروہ کرنے کو لازم قرار دیا:

”اور اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ! مومن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، اور اپنا بنا و سنگھار نہ دکھائیں۔ بجز اس کے جو خود ظاہر ہو جائے، اور اپنے سینیوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رہیں وہ اپنا بنا و سنگھار نہ ظاہر کریں۔“ (النور: 31)

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کافرمان ہے:

”اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلوٹ کالیا کریں۔ یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے تاکہ وہ پہچان لی جائیں اور نہ ستائی جائیں۔ اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے۔“ (سورۃ الاحزاب: 59)

اسی طرح غیر ضروری طور پر بازاروں میں پھرنے کے بجائے گھروں میں محفوظ طریقے سے رہنے اور عبادت کرنے کا حکم دیا: ”اپنے گھروں میں نک کر رہو اور سابق دور جاہلیت کی سی صحیح دھن نہ دکھاتی پھرو۔ نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو۔ اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے گندگی کو دور کرے اور تحسیں پوری طرح پاک کر دے۔“ (سورۃ الاحزاب: 33)

اس کے علاوہ خواتین کا ہر وہ طرز عمل جو اجنبی مردوں کو ان کی طرف مائل کرے یا ان کی جنسی خواہشات کو بھڑکائے، اسے حرام قرار دیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ہر وہ خاتون جو خوبیوں کا کر کسی قوم کے پاس سے گزرے کہ وہ اس کی خوبیوں لے تو ایسی خاتون بدکار ہے۔“ (النساء)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی خواتین پر سخت ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”و طرح کے انسان ایسے ہیں جن کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا: ان میں وہ عورتیں ہیں جو لباس پہنے ہوئے بھی ننگی ہیں، لوگوں کی طرف مائل ہونے والی اور اپنی طرف مائل کرنے والی ہیں، ان کے سر کھلے ہونے کی وجہ سے سختی اوتینیوں کی کہانی

### انسداد جرائم کی تدابیر

آج حکومت کے ذمہ داروں کو بھی کچھ سمجھ میں نہیں شاخت ہو جانے کے بعد اس سے بچنے کے لیے لوگوں کو آگاہ کرنا اور اس سے پوری طرح دور رہنے کی تاکید کرنا دانشور اور ارباب حل و عقد ان جرائم کا حل اسلامی تعلیمات معاشرے کو صحت مند بنانے کے لیے ضروری ہے ٹھیک اسی طرح انسانیت کے ضمن حیات نظام۔ اسلام سے انسانوں کی چوکسی، بسوں میں سی سی ٹی وی کیمرے اور لائسٹ جلانے رکھنے کی تاکید اور اس فعل بد میں ملوث افراد کو اذیت ناک سزا کی بات کی جا رہی ہیں۔ یہ درست ہے کہ ایسے وحشیانہ اور شرمناک فعل کو انجام دینے والے مجرمین کو سخت ترین سزا دی جانی چاہیے۔ مگر حل کے طور پر صرف یہی باتیں کافی نہیں ہیں۔ شراب نہ پینے کی ہدایت کر دینا یا بورڈ لگادینا کافی نہیں ہے۔ کیا بسوں میں سی سی ٹی وی کیمرے لگادینے سے انسان کا ضمیر اور اس کا کردار درست ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں؟ اس لیے تمام دانشور ان کو چاہئے کہ سنجیدگی کے ساتھ اسلام کے عالمی نظام، اخلاقی تعلیمات اور تعزیراتی قوانین کا بھی مطالعہ کریں، پھر انہیں عملی جامہ پہناںیں۔

### اسلام کی اخلاقی تعلیمات

اسلام انسانوں کو معاشرتی زندگی تباہ و بر باد کرنے والی چیزوں مثلاً ظلم و زیادتی، قتل و غارت گری، بدکاری و بد اخلاقی، چوری و زنا کاری وغیرہ سے باز رہنے کی تلقین کرتا ہے اور انھیں اپنے مالک اور پیدا کرنے والے کا خوف دلا کر ان کے دل کی کچھی کو درست کرتا ہے۔ آج معاشرے میں لوٹ کھسوٹ، رشوٹ، بد دیانتی، جھوٹ، فریب اور جعل سازی وغیرہ کی جو بیماریاں عام ہو گئی ہیں، صرف اسلامی تعلیمات ہی میں ان تمام مسائل کا حل موجود ہے۔

جس طرح ہمیں اپنی بہو بیٹیوں کی عزت پیاری ہے اسی طرح دوسروں کی عزت و ناموس کا خیال رکھنا بھی ہماری ذمہ داری ہے۔ آزادی کے نام پر جس طرح خواتین کھلونے یہ نکلتا ہے کہ ناگہانی کیفیت اور بدسلوکی کے واقعات رونما کی مانند استعمال کی جا رہی ہیں، گھر اور جا بکو قید سمجھنے والی ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی بات اس سے آگے بڑھ جاتی ہے۔ خواتین کس آسانی کے ساتھ ظلم و زیادتی کا شکار ہو رہی ہیں، یہ پھر ہم واویلا مجاہت پھرتے ہیں، جبکہ خود کو دراعلان نیست۔

مریض کو دوا کا خوف دلا کر اسے بغیر علاج مارنا، اس کے ساتھ ہمدردی نہیں بلکہ دشمنی ہے۔ جس طرح مرض کی شاخت ہو جانے کے بعد اس سے بچنے کے لیے لوگوں کو آگاہ کرنا اور اس سے پوری طرح دور رہنے کی تاکید کرنا دانشور اور ارباب حل و عقد ان جرائم کا حل اسلامی تعلیمات معاشرے کو صحت مند بنانے کے لیے ضروری ہے ٹھیک اسی طرح انسانیت کے ضمن حیات نظام۔ اسلام سے انسانوں کو ڈرا کرنا سے دور رکھنے کی کوشش سے انسانیت کی حفاظت نہیں بلکہ اس کی بربادی ہو گی۔

موجودہ دور کے ماحول اور حالات نے آج پوری انسانیت کو ایسا مریض بنادیا ہے جس کے مرض کی شاخت کرنے اور اس کا علاج بتانے سے گریز کیا جا رہا ہے، اس کو اسلام اور اسلامی تعلیمات سے دور رکھنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جب کہ معاشرے کے موجودہ مسائل اور انسان کے تمام فکری و عملی اور اخلاقی بیماریوں کا علاج صرف اور صرف اسلام کے پاس ہے۔

ہم اپنے ملک عزیز کا جائزہ لیں تو یہاں بھی بہت سی بیماریاں عام ہو گئیں ہیں جن سے بچنے کے طریقے بتائے جاتے ہیں مگر ان کا مکمل علاج نہ ہونے کے سبب وہ بیماریاں

دن پر دن بڑھتی جا رہی ہیں۔ مثلاً آج دنیا بھر میں ایڈز جیسی خطرناک بیماری نے اپنی جگہ بنالی ہے اور ہمارا ملک بھی اس کی زد میں ہے۔ اس بیماری کے اسباب و محرکات تلاش کر لیے گئے ہیں اور بیماری سے منٹھنے کے لیے مختلف طریقے بھی اختیار کیے جا رہے ہیں مگر کوئی یہ کہنے کو تیار نہیں ہے کہ ناجائز تعلقات ہی اس خوفناک بیماری کی اصل وجہ ہے اور اس خرابی کی ایک بڑی وجہ عریانیت ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ خواتین بر امیگنیت کرنے والے نیم برہنہ لباس میں مردوں کے دوش بدوش مخلوط پارٹیوں میں نظر آتی ہیں۔ یہ صورت حال نفسیاتی طور پر بہت سی بڑائیوں کو دعوت دیتی ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ناگہانی کیفیت اور بدسلوکی کے واقعات رونما کی مانند استعمال کی جا رہی ہیں، گھر اور جا بکو قید سمجھنے والی ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی بات اس سے آگے بڑھ جاتی ہے۔ خواتین کس آسانی کے ساتھ ظلم و زیادتی کا شکار ہو رہی ہیں، یہ پھر ہم واویلا مجاہت پھرتے ہیں، جبکہ خود کو دراعلان نیست۔

کی طرح ہے، وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکیں گی اور نہ ہی اس کی خوبی پا سکیں گی۔“ (مسلم)

علامہ شیخ عبدالعزیز بن باز رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی تشریع میں فرماتے ہیں: ”یہ تبرج اور سفور اختیار کرنے والی عورتوں کے لیے سخت قسم کی وعید ہے: باریک اور تنگ لباس زیب تن کرنے اور پاک دامنی سے منہ موڑنے والی اور لوگوں کو نخش کاری کی طرف مائل کرنے والی عورتوں کے لیے۔“

### مردوں کو تنیبہ

اسی طرح مردوں کو بھی تنیبہ کی لگتی ہے کہ وہ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ غیر محرم (جن سے نکاح ہو سکتا ہے) عورتوں کو ٹکنکی باندھ کرنے دیکھیں، اپنی نگاہیں پنجی رکھیں اور زنا کے حرکات سے بچیں چہ جائے کہ زنا جیسے بدترین عمل کا شکار ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”اور زنا کے قریب بھی مت جاؤ، یقیناً یہ بہت بے حیائی کا کام ہے اور بہت ہی بر ارتaste ہے۔“ (بنی اسرائیل: 32)

موجودہ دور میں بجائے فرنڈ اور گرل فرینڈ کا رجحان عام ہو گیا ہے، اسلام اس رشتے کو نہ صرف غلط قرار دیتا ہے بلکہ اجنبی خواتین سے میل جوں، غیر ضروری گفتگو، اور احتلاط سے بھی بچنے کی تاکید کرتا ہے، کیوں کہ یہ وہ حرکات ہیں جو انسان کو بدکاری اور فحاشی تک پہنچادیتے ہیں۔ بنی رحمت نے اپنی امت کو اس سے روکا ہے: ”عورتوں (غیر محرم) کے پاس جانے سے بچو۔“ (بخاری) حضور ﷺ کا ارشاد ہے: ”اپنے سر کو لو ہے کے ٹکنگ سے زخمی کرنا بہتر ہے اس بات سے کوہ نامحرم خاتون کو چھوئے۔“ (طرہانی)

اگر کوئی ناگزیر ضرورت ہو یا کسی اجنبی عورت سے کچھ دریافت کرنا ہو تو پردے کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ قرآن کہتا ہے: اگر تمہیں کچھ مانگنا ہو تو پردے کے پیچے سے مانگا کرو، یہ تمہارے اور ان کے دلوں کی پاکیزگی کے لیے زیادہ مناسب طریقہ ہے۔“ (الاحزان: 53)

اسلام جرام کو بالکل جڑ سے اکھاڑنا چاہتا ہے۔ اس لیے وہ انسانوں کو اخلاق و کردار کے زیور سے آراستہ دیکھنا چاہتا ہے۔ کاش دنیا والے انسانوں کو اسلامی تعلیمات سے ڈرانے کے بجائے اس کی تعلیمات کو سماج میں نافذ کرنے کے لیے کوشش ہوتے۔ اگر وہ ایسا کرتے تو ان کی زندگی سکون و اطمینان سے گزرتی اور ہمارا معاشرہ صحیح مند ہو کر امن و امان کا گہوارہ ہوتا۔

# آغوش صرف جس کے نصیبوں میں نہیں ہے!

عامرہ احسان

amira.pk@gmail.com

سکتے ہیں۔ تغلیق پھولوں پر نہیں دکھائی جا سکتی! معاشرے کی بنیادی اکائی گھر ہے۔ اللہ نے اس پر کامل رہنمائی قرآن میں دی ہے۔ نبی ﷺ نے اس میں عمل سے رنگ بھرا ہے۔ الفاظ کو جیتے جائے نمونہ ہائے عمل کی ایک مکمل مردوں کی جماعت کی صورت ڈھالا ہے۔ جماعت صحابہ و صحابیات (رضوان اللہ علیہم) اللہ کی رضا کا پروانہ لیے سیرت و کردار کے لیے تاقیامت راستہ روشن کر گئے ہیں۔ گھر کی ابتداء شادی سے ہوتی ہے۔ گھر میں نسلوں کی تعمیر کے لیے لا کر آباد کیے جانے والے دو افراد کا ایمان، اخلاق، کردار آئندہ نسل کی اٹھان کا معیار طے کرتا ہے۔ آج کے معاشرے میں اعلیٰ اقدار عنقا ہیں۔ شادی بیاہ کی دھوم دھام، اخراجات کی فراہمی، ایونٹ میجنٹ، لین دین کے جھگڑے، کئی ہنگاموں سے نمٹ کر گھر آباد ہوتا ہے! سو پہلی اینٹ شریعت کے طے کردہ ضابطوں پر رکھنی ضروری ہے۔ گھر کے کہتے ہیں؟ «وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْهُمْ بُيُوتٍ كُمْ سَكَنًا» (آلہ: 80) ”اور اللہ نے تمہارے لیے تمہارے گھروں کو جائے سکون بنایا۔“ گھر جائے سکونت بھی ہے اور جائے سکینت بھی۔ گھر چھپر ہو، جھونپڑی ہو، پہاڑوں میں ہو یا محلات ہوں، اسے جائے سکونت اور سکینت بخش بنانے والی عورت ہے۔ گھر عورت کی محبت کے بیٹے زمزموں، اس کی خدمت و ایثار اور دلوں کو سکھ چین عطا کرنے والے وجود سے جنت نظر بنتا ہے۔ پھولوں کی پہلی تعلیمی درس گاہ ماں کی گود ہے۔

پھولوں کی کڑی نگرانی والدین کا اہم فریضہ ہے۔ پھولوں کو تعلیمی اداروں میں بھیج کر بے غم ہو جانے کا یہ دور نہیں۔ شام کی ٹیوشن سے بڑھ کر اہم ماں کا بچے کے ساتھ بیٹھ کر اسکوں کی دن بھر کی رواداد سننا۔ فکری بھی، الجھن دور کرنا، گھر آنے پر صرف ہاتھ منہ دھلانے، نہلانے یا کسی بچے کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے پڑ جانے والی جو نہیں دیدہ زیری سے نکالنا لازم نہیں۔ دل دماغ کا اجل اسٹھار کھانا اور فکری جو نہیں نکالنا اہم ترین ہے۔ نصابوں پر نظر رکھنا۔ غلط مندرجات کا نوٹس لینا۔ اسکوں سے رابطے میں رہنا۔ غلط تصورات پڑھا

عورت اس کائنات میں اشرف المخلوقات میں خوبصورت اور اہم ترین حصہ ہے۔ اردو زبان میں بیوی کو (احتراماً) نصف بہتر کہا جاتا ہے۔ مرد کی فراخ دلی ہے یہ اعتراف کرنے میں کہ اس کے بغیر وہ ادھورا ہے۔ عورت کو اللہ نے اپنی صفت تخلیق کا اعزاز بخشنا ہے۔ وہ 7 ارب انسانوں کی ماں ہے۔ نبیوں کی ماں ہے۔ ام موسیٰ اور ام عیسیٰ، مریم علیہا السلام ہیں۔ فتنہ دجال کا بدترین عصر عورت کا بگاڑ ہے۔ مجموعی طور پر آج دنیا کے بگاڑ، فاد فی البر والجر میں کتنا بڑا حصہ عورت یا اس کے گود کے پالوں کا ہے۔ بلکہ یوں کہیے کہ اس گود سے محروم رہ کر جھاڑ جھنکار سے کردار دنیا ویران کر رہے ہیں۔ بچے صرف حادثتاً پیدا ہو رہے ہیں۔ اس کی درستی عورت ہی کے ہاتھوں ممکن ہے۔ اسے اپنے اصل کام پر لوٹنا ہے۔ تن دہی اور دل دہی سے پرورش اولاد، تربیت اولاد کو مش بنانا کر دنیا کو گل و گزار کرنا ہے۔

آغوش صرف جس کے نصیبوں میں نہیں ہے وہ قطرہ نیسان کبھی بنتا نہیں گوہر آج عورت مغرب کی تقلید میں گھر چھوڑ چکی ہے۔ ہر میدان، بازار، دفتر، چورا ہے (پلیس و مسن کی صورت)، ہواں، خلاں میں پائی جاتی ہے، سوائے گھر کے۔ تربیت اولاد کی کہانی گھر کو گھر بنانے سے شروع ہوتی ہے۔ جس کیفیت اور ماحول کا حامل گھر ہو گا اسی طرح کے بچے بنیں ڈھلیں گے۔ گھر جنگ و جدل کا اکھاڑہ ہو گا اس سے پچھاڑنے والے پہلوان یا ان تھک ٹانگ گھسینے والے سیاست دان تو پیدا ہو سکتے ہیں، متوازن فکر عمل پر استوار انسان نہیں ڈھل سکتا۔ گھر ڈرامے، فلم، موسیقی راگ رنگ بھرا ہو گا تو نچے، گوئے، میراثی، ادا کار ہی جنم لیں گے۔ رزق حرام کی ریل پیل سیرت و کردار میں تعفن بھر دے گی۔ گھر کی درست بندیاں پر اٹھان اولین ہے۔ اگر کینوں پر خوبصورت پھولوں بھر اباغ اور تلیوں کا منظر سجانے کا ارادہ ہو تو پس منظر آڑے ترچھے برش مار کر چج چج نہیں کیا جاتا۔ ایسے گدے بدرنگ منظر میں گینڈے بندرتون بن

‘موصوفہ اپنے مداھوں کے درمیان!‘ مدارج اصل ایک طرف دیوبث بنا کھڑا تھا۔ الاماں!

گھر ایک مرد اور ایک عورت سے بنتا ہے، نہ کہ مردانہ عورت اور زنانہ مرد سے۔ باپ ہانڈی بھون رہا ہے اور ماں سودا سلف ڈھونے جمعہ بازارگی ہے! اصناف کا یوں خلط ملٹ ہو جانا مردوں کی چشم پوشی، بے پرواٹی اور معاشرتی رو میں بہہ جانے کی بنا پر ہے۔ مغرب تو اس حوالے سے دیوانگی کی حدود کو چھوڑ رہا ہے۔ گھر خاندان کی اکائی ختم ہو چکی ہے۔ بچے بدترین استعمال کا شکار رہ رہے ہیں۔ ہم نے مضبوط بندہ باندھا تو یہ بلا ہمیں ہمیں بھی نگل جائیں گی۔ صنفی طور پر مالع (Gender Fluid) ہونے کی دیوانی اصطلاح۔ کبھی مردانہ حیلے میں مرد بن گئے، کبھی وہی زنانہ کپڑے میک اپ کے ساتھ صنف نازک کا روپ دھار لیا۔ ہاتھوں میں موجود موبائل بلاکے ہاتھوں ہر دل دماغ پر ان کا حملہ ہے۔ اولاد کو غیر معمولی ایمان اور عقیدے کی مضبوطی پر پالنے کی ضرورت ہے۔ آزادی مہلکات موبقات میں سے ہے۔ جب تک والدین سو شل میدیا سے خود کنارہ کش نہ ہوں، بچوں کو پابند کرنا مشکل ہے۔ اقبال نے عورت کے تحفظ کا فارمولہ بتا دیا۔

نے پرده نہ تعلیم نہیں ہو کہ پرانی نسوانیتِ زن کا نگہبان ہے فقط مرد جس قوم نے اس زندہ حقیقت کو نہ پایا اس قوم کا خورشید بہت جلد ہوا زرد



## ضرورت رشتہ

★ جٹ فیملی کا بیٹا، عمر 25 سال، قد 1.6'، PAF، Mechanical Engineering سے (PAF)، میں فلاںگ آفیسر (زیر تربیت) کے لیے شرعی پرده کی پابند ذاکٹ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0323-4095386

★ کراچی میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 24 سال، تعلیم ڈاکٹر آف فارمیسی، قد 5 فٹ 2 انج کے لیے دینی مزاج کے حامل ہم پلے لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0335-3237265

★ لاہور میں رہائش پذیر راجپوت رانا فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 28 سال، تعلیم انجینئرنگ میسٹریل اینڈ میبلر جی، ایم فل، قد 5 فٹ کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، برسرروز گارڈ کے کارشنہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0300-0425713

ہے۔ اس کی شان صحابہؓ کے ہاں دیکھی جاسکتی ہے۔ آج یہ منظر طالبان کے ہاں آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہے۔

دنیاۓ کفر کی چکا چوند کے بیچ یورپ میں افغان و فد (اسلامی امارت کا) جس شان بے نیازی سے شرعی حلیوں میں چادریں اوڑھے جہاز سے اترتا ہے وہ کسری کے شاہی درباروں کی شان و شوکت کامنہ چڑاتے سادہ پوش صحابہ کرام ﷺ کا مبارک اسوہ ہے۔ اس سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے فرمان کی بازگشت گوئی ہے۔ بھاری شان اسلام سے ہے لباس سے نہیں، فقر غیور کے ساتھ اپنی شرائط، اپنے اصولوں پر مضبوط موقف اختیار کرنے والے یہ خرقہ پوش اسلام پر اعتماد کا جیل جلیل مظہر ہیں۔ ہمارے والے لاکھوں کے نائی سوٹ پہن کر امریکا یورپ کے ایوانوں میں ملک و قوم کی غیرت داؤ پر لگا کر کشکول بھر کر لاتے ہیں۔ کسی کی عزت نفس پامال نہیں ہوتی کہ وہ انکاری ہو جائے ایسی وزارت خزانہ یا اس کی افسری قبول کرنے سے! کفر کے مقابل مومانہ غیرت نفس کا تحفظ جتنا ضروری ہے، اسی طرح صنف کا اشتباہ پیدا ہونے سے بچنا بچانا بھی لازم ہے۔ احادیث کے مطابق جو کسی اور قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں شمار ہوتا ہے۔ مرد کے زنانہ اور عورت کے مردانہ حیلے پر آپ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔ چونکہ تشبہ بالکفار اور تشبہ بالاصناف دونوں موجب غصب ہیں لہذا اسے تہذیبی چلن کے طور پر قبول کر لیں، (لڑکیوں کے لباس میں بالخصوص) مسلم گھرانے کے شایاں نہیں۔ لڑکیاں کا مردانہ وار باہر گھومنا پھرنا ہمارا شعار نہیں۔ لڑکی کو زنانہ تربیت دینا۔ اس پر اطمینان، فخر و ناز دینا اس کا تحفظ کرنا۔ لڑکے کو مردانہ مرد بنانا والدین کی ذمہ داری ہے۔ نسوانیت زن زیادہ داؤ پر لگائی ہے تہذیب حاضر نے۔ عورت میں شوق مردگی بے صدا ہتمام پیدا کیا گیا ہے۔ مرد کے م مقابل بن کر خود بھی عورت کے اعصاب شل ہوتے ہیں۔ خاندان اور معاشرے میں بھی درازیں پڑتی ہیں۔ الخذر، الخذر!

ابتدا ہی سے صنفی انتشار کے ہر مظہر سے بچوں کو بچا کر پالیں۔ اسلام میں عورت کا مقام و مرتبہ، وقار، احترام، تقاضا اور اس کا اکرام برداشت اور بتایا جائے۔ مرد کو مکمل مرد بن کر رہنا، قوام اور غیور بن کر گھرانے کی سربراہی کے لیے بچپن سے تیار کیا جائے، تاکہ مکمل متوازن اسلامی گھرانے اپنا تشخص قائم رکھیں۔ یہ احساس ختم ہو جانا کہ گھر میں شوہر باپ بھائی اپنی خواتین کی حیا کے محافظ ہیں دیوبث پیدا کرتا ہے۔ جس پر جنت حرام کر دی گئی۔ ایک نوجوان شوہر بیوی کی تصویر (سیلبرٹی) یوں چھپی کہ:

دینے پر احتجاج کرنا، والدین کا حق بھی اور فرض بھی۔ اسکوں کاچ یونیورسٹیاں آج طے شدہ منصوبے کے تحت فکر و نظر کی گمراہیاں اساتذہ کے ذریعے بچوں، نوجوانوں میں بور ہے ہیں۔ آپ کے بچے اور آپ خود اس پر چوکس رہ کر مزاحمت کرنے والے نہیں۔ باشمور والدین باہم رابطے میں رہیں اور اسکوں پر ایسے معاملات میں دباؤ ڈالیں۔ یہ ہمارے بچوں کے حق متعلق کا سوال ہے۔ آج بچیوں کو اپنے ہاتھوں شریعت کے احکام سے منہ موڑ کر مخلوط اداروں، یونیورسٹیوں میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کی دیوانگی میں بنتلا کیا گیا ہے۔ یہ قوم کو اچھی ماؤں سے محروم، نیم مرد بنایا منتشر الخیال عورت بنا کر چھوڑے گی۔ اقبال کا کہا حرف بہ حرف بیچ ہے:

بیگانہ رہے دیں سے اگر مدرسہ زن ہے عشق و محبت کے لیے علم وہنر موت تجربہ گواہ ہے اعلیٰ تعلیم، علم وہنر سمینتے سمینتے اندر کی مامتا کے جذبات سے محروم کر دیتی ہے۔ ڈگریاں، (مسابقات کے تعلیمی میدان) مامتا کے پیچھے کار فرما بے بہاعشق کو دس لیتی ہیں۔ ایسی لڑکی بمشکل تمام روئی دھوتی بچے دو، ہی آپریشن کو ترجیح دیتی ہیں کہ یہ بچی در دنیہ سہہ سکتی۔ جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن کہتے ہیں اسی علم کو ارباب نظر موت آج لڑکی کا سب سے بڑا چیخ اپنی نسوانیت کا تحفظ ہے۔

مادریت پر فخر اور معیار امومت بڑھانے کے لیے اپنی تربیت پر متوجہ ہونا ہے تاکہ ملک و ملت نے اس کے پرورد جو خدمت کی ہے (اصلًا) اس کا حق ادا کر سکے۔ اقبال نے کہا تھا: ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ! مگر آج: ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا کبڑا، بنانے کو پورا نظام کمر بستہ ہے۔

یکسوئی سے تاریخ کے آئینے میں شاندار مسلم خواتین کے نمونہ ہائے عمل دیکھ کر اپنی کردار سازی پر توجہ دینی ہو گی، بیوی پارلر اور سلبرٹی کے جھانسوں سے نکل کر۔ والدین اپنی بچیوں کے لیے صالح صحبت کا اہتمام کریں تاکہ یہ نسل ان کے لیے صدقہ جاریہ بن سکے بہ نسبت نیک ٹاکر حريم شاہ، عائشہ اکرم یا نور مقدم بن کر دنیا و آخرت داؤ پر لگانے کے۔ یہی والدین اور نسل نو کا تربیتی امتحان اور چیلنج ہے۔

تربیت میں تشبہ بالکفار اور تشبہ بالاصناف سے روکنا۔ مسلمان ہونے کا فخر ایک مکمل باب ہے جو کافرانہ مشکرا نہ تھوڑاں، حلیوں، وضع قطع سے مسلمان کو دور رکھتا

# حکومتیں کے حقوق الامریکہ

مولانا سید علی شاہ حقانی

اب سنوارنا ان کے لیے ممکن نہیں۔ بُقْتُمی سے میڈیا کی شترے مہار آزادی کی بدولت مسلم ممالک بھی بری طرح اس کی لپیٹ میں آچکے ہیں۔ جس کی مثال ہمارے سامنے ہے کہ چند سالوں سے پاکستان میں جنسی درندگی اور خواتین کی بے حرمتی میں اضافہ ہو چکا ہے۔ آج تقریباً پوری دنیا کے وسائل اور اداروں پر مغرب کا تسلط ہے جس کی قیادت امریکہ کر رہا ہے جب امریکہ کیمہار یہودیوں کے ہاتھ میں ہیں۔ امریکہ ایک مذہبی عیسائی ملک ہے جو خود کو حضرت عیسیٰ ﷺ کے پیروکار کہتے ہیں جبکہ یہودی حضرت موسیٰ ﷺ کے پیروکار ہیں۔ دین اسلام کی طرح یہ دونوں مذاہب بھی خواتین کی حقوق کی علمبردار ہیں۔ کیونکہ توریت اور انجلیل آسمانی کتابیں ہیں جو اللہ کی جانب سے نازل شدہ ہیں۔ لیکن اسلام کی طرح ان مذاہب میں بھی عورتوں کی حقوق کے نام پر فحاشی اور عریانی پھیلانے کی ممانعت ہے۔ چنانچہ شریعت موسوی میں خاص اہمیت کے حامل احکام عشرہ میں بھی زنا سے منع کیا گیا ہے جیسے خروج باب 20 میں ہے۔ ”تو زنا نہ کرنا“ بلکہ یہاں تک کہ مذہبی پیشواؤں کو بدکار عورتوں سے شادی کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ اسی طرح دین عیسوی میں زنا کی حرمت بیان کیا گیا ہے چنانچہ انجلیل میں میں ہے: ”تم زنا نہ کرنا، لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ جو کوئی کسی عورت پر برقی نظر ڈالتا ہے وہ اپنے دل میں پہلے ہی اس کے ساتھ زنا کر چکا ہے۔ چاپے تو یہ تھا کہ مغربی و یورپی پالیسی ساز اپنے تھنک ٹینک کے ذریعے موجودہ حالات سدھارنے کے لیے اپنے مذہبی شخصیات کے ساتھ ساتھ مسلمان علماء سے بھی رہنمائی لیتے تاکہ ان کا خاندانی نظام محفوظ رہ سکے اور معاشرے میں خواتین کے ساتھ امتیازی سلوک کا خاتمه ہو وہ بحفظ معاشرے میں ثابت کردار ادا کر سکے۔ بُقْتُمی سے انہوں نے خود کو سدھارنے کی بجائے مسلم معاشرے کو اپنے رنگ میں رنگنے کے لیے اقدامات شروع کیے۔ مغرب کا حیا سوز اور باہیت پسند سیکولر ازم مسلم معاشرے میں بے حیائی اور بد اخلاقی کوفروغ دینے میں مختلف ذرائع استعمال کر رہا ہے۔ چونکہ مغرب اخلاقی طور پر دیوالیہ ہو چکا ہے۔ اب مسلمان معاشروں کو اخلاقی طور پر تباہ کرنے کے لیے عریان جنسی فلمیں اور ناشائستہ اطوار پر مبنی پروگرام نشر کیے جاتے ہیں۔ اگر غور کیا جائے تو اس سلسلے میں میڈیا کا کردار بھی کچھ زیادہ ثبت نہیں۔ مسلم ممالک اس شعبے میں بہت پیچھے ہیں۔ الجریرہ کے علاوہ کوئی قابل ذکر ادارہ ایسا نہیں جو عالمی سطح

یہ بھی ہے کہ میں ایسا طریقہ سوچوں کہ عورت کو واپس گھر کس طرح لا یا جائے۔“

عصر حاضر میں خواتین کی حقوق کی عالمبردار قوتیں یورپ اور مغرب کی ماضی دیکھتے تو یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ عورت کا استھصال انہی خطبوں سے شروع ہوا اور خواتین پر ظلم و جبرا یہ دور ابھی تک جاری ہیں۔ اگر ہم یونانی، رومی، یہودیوں اور عیسائیوں کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو یہ خواتین کے لیے سب سے تاریک ادوار ثابت ہوں گے۔ دنیا میں ظلم، نا انصافی، لوٹ، کھسٹ اور اخلاقی زوال کی جتنی داستانیں ہیں عام طور پر عورت ہی اس کا سب سے پہلا نشانہ ہی، عورت پر جس قدر مظلوم ہوئے اس کے تذکرے سے ہی انسان کے روغنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اخلاقی زوال کا شکار یورپی معاشرہ جب لفظ تہذیب سے آشنا ہوا تو عورت کو مرد کی عیش پرستی کا مرکزی کردار بنایا۔ جدید تہذیب کی حامل یورپی و مغربی معاشرے میں عورت کی حیثیت ہمیشہ پست رہی ہے۔

مغرب میں حقوق نسوان کی تحریک کی منظم کوشش 1890ء میں عورتوں کے حقوق کی سیاسی تحریک کا پتہ چلتا ہے۔ اس کا تصور فرانس میں پیدا ہوا۔ اقوام متحده نے 1952ء میں ووٹ کا حق دیا۔ اقوام متحده نے ”خواتین سے امتیاز کے خلاف اقوام متحده کا کونشن“ جسے SEDAW document بھی کہا جاتا ہے، نامی دستاویز تیار کی۔ 1994ء میں اقوام متحده نے بہبود آبادی کا نفرنس منعقد کی جیسے موضوعات زیر بحث تھے۔ 1995ء میں بیجنگ کا نفرنس اور پھر قاہرہ کا نفرنس نے مغرب کے خواتین کے حقوق کا ایجنسٹا اشکارا کر دیا۔ بُقْتُمی سے قاہرہ کا نفرنس کے ایجنسٹے سے تمام مسلم ممالک نے اتفاق کر لیا۔ صرف کیتوں لوک عیسائیوں اور تین اسلامی ممالک سوڈان، ایران اور سعودی عرب نے مخالفت کی۔

مغرب کی خواتین کے بارے میں پالیسی نے خود مغرب کے لیے بھی مشکلات پیدا کر دی۔ مرد قبل نفتر بن گیا، بدکاری، جنسی آوارگی، جنسی زیادتی اور لواطت نے وہاں کا معاشرہ تاریک سے تاریک تر کر دیا۔ جسے

عورت ہر دور میں مرکزی اور خصوصی کردار کی حامل رہی ہے۔ اسلام سے پہلے تقریباً ہر معاشرے میں خواتین کے ساتھ امتیازی سلوک روکھا جاتا تھا۔ اکثر قوتیں نے

خواتین کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کیے ہیں۔ قبل از اسلام خواتین کی حالت بدتر تھی ابھی انسانی حقوق سے محروم کیا جاتا تھا، اسلام نے بحیثیت ماں، بیٹی، بہن اور شریک حیات ان کو اعلیٰ مرتبے اور مقام پر فائز کیا۔

دور حاضر میں خواتین سے متعلق دو طرح کے سوچ اور نظریات ہیں: اسلام کا نظریہ اور مغرب کا نظریہ

اسلامی تہذیب و تمدن اور معاشرتی کردار منسخ کرنے کے لیے دجالی قوتیں نے عورت کو بطور ہتھیار استعمال کیا ہے اور ایک منظم سازش کے تحت تحریک آزادی نسوان اور خواتین کے حقوق کے نام پر مسلمانوں کا خاندانی نظام، اسلامی تہذیب، اور اسلامی معاشرت میں تغیری لانے کے لیے ہمیشہ عورت کو مظلوم اور مسلم معاشرے کو ظالم کے روپ میں پیش کیا ہے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ خواتین کے حقوق کے نام پر سرگرم تحریک کے نتیجے میں عورت کو کچھ انفرادی فائدہ پہنچا ہے لیکن خاندان کے ادارے پر اس کے تباہ کن اثرات مرتب ہو رہے ہیں، یہاں تک کہ مغربی معاشرے میں خاندانی نظام درہم برہم ہو چکا ہے۔ انجهانی سوویت یوین کے آخری صدر گور براچوف نے ”پروسٹرائیکا“ یعنی تعمیر نونامی کتاب میں عورت کے معاشرتی کردار کے بارے میں لکھا ہے کہ: ”چند صدیوں سے یورپ میں یہ نفرہ لگایا گیا ہے کہ عورتوں کو مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنا چاہیے اور عورتوں کی جسمانی قوت کو پیدا اوار کے اضافہ میں استعمال کرنا چاہیے۔ اس کے نتیجے میں ہماری پیدا اوار میں میں لے آیے ہیں۔ اس کے نتیجے میں ہماری پیدا اوار میں کچھ اضافہ ہوا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمیں نقصان اتنا زیادہ ہوا جس کی تلاشی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی اور وہ نقصان یہ ہے کہ ہمارا فیملی سٹم تباہ ہو گیا۔ اس لیے کہ عورت جب تک گھر میں تھی اس نے ہمارے خاندانی نظام کو سنبھالا ہوا تھا۔ میرے تعمیر نو پروگرام میں ایک پروگرام

پر کردار دا کر سکے۔ ذرائع ابلاغ کے اکثر ادارے ان ممالک اور اقوام کے کنٹرول میں ہیں جو مسلمان ممالک کو امداد و دیتے ہیں۔ ایسے میں یقیناً مسلمانوں کے لیے اپنا خاندانی نظام بچانا ایک آزمائش سے کم نہیں۔ مسلم معاشرے کو تغیر کا سامنا ہے کیونکہ مغرب کا تہذیبی دباؤ ہے اور عالمی ایجنسیاں مسلم معاشروں میں تبدیلی لانے کے لیے سرگرم ہے۔ عالمی پالیسی سازوں نے یہ تغیر مسلط کرنے کا تھیہ کر رکھا ہے۔ بے شمار این جی اوز ہیں جو مختلف مسلمان ممالک میں مصروف عمل ہیں۔ اور بے پناہ وسائل کے ساتھ مسلمان عورت کو مظلوم اور مسلمان معاشروں کو ظالم قرار دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اسی طرح مسلمان معاشرے کی اخلاقی قدروں کو تبدیل کرنے کا عمل جاری ہے۔

## تanzeeemِ اسلامی کا پیغام خلافتِ راشدہ کاظم

امیر تنظیم: شیخ العالی شیخ شعاع الدین شیخ  
ڈاکٹر سارہ محمد

### عورت کو

کاروباری اشتہار بناؤ کر  
اُس کی تذلیل نہ کریں

تنظیمِ اسلامی  
[www.tanzeem.org](http://www.tanzeem.org)

## تanzeeemِ اسلامی کا پیغام خلافتِ راشدہ کاظم

امیر تنظیم: شیخ العالی شیخ شعاع الدین شیخ  
ڈاکٹر سارہ محمد

جهیزی کی لعنت ختم اور  
نکاح کو آسان کریں

تنظیمِ اسلامی  
[www.tanzeem.org](http://www.tanzeem.org)

## تanzeeemِ اسلامی کا پیغام خلافتِ راشدہ کاظم

امیر تنظیم: شیخ العالی شیخ شعاع الدین شیخ  
ڈاکٹر سارہ محمد

عورتوں کو وراثت میں  
اُن کا شرعی حق دیں

تنظیمِ اسلامی  
[www.tanzeem.org](http://www.tanzeem.org)

## رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ

”دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی 23KM ملتان روڈ نزد چوہنگ، لاہور“ میں 04 مارچ 2022ء (بروز جمعہ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

### مدرسین کو رسیں (نئے و متوقع مدرسین کے لیے) اور مدرسین ریفریشن کو رسیں

کا انعقاد ہو رہا ہے

**نوٹ:** مدرسین ریفریشن کو رس میں درج ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہو گا۔ گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:-

☆ منیج انقلاب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ☆ محاضراتِ حدیث: ازوڈا کٹر محمود احمد غازی (باب 7 تا 12) زیادہ سے زیادہ مدرسین رفقاء متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں۔

موسਮ کی مناسبت سے بستر ہمراہ لاائیں

برائے رابطہ: 0321-4369865

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 78-35473375 (042)

## رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ

”قرآن اکیڈمی 25 آفسرز کالونی بوسن روڈ (عقب ملتان لاءِ کاunj) ملتان“ میں 06 مارچ 2022ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

### مدرسی و نسلی ترقیتی کو رسیں

کا انعقاد ہو رہا ہے

**نوٹ:** مدرسی ترقیتی کو رس میں درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہو گا۔ گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:-

☆ اسلام کا انقلابی منشور

زیادہ سے زیادہ رفقاء متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں۔

اور

11 مارچ 2022ء (بروز جمعہ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

### امراء، نقباء و معاونین تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے

**نوٹ:** درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہو گا۔ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔

☆ اسلام کا انقلابی منشور (سیاسی سطح پر)

زیادہ سے زیادہ امراء، نقباء و معاونین پروگرام میں شریک ہوں۔

موسیم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لاائیں

برائے رابطہ: 061-6520451 / 0331-7045701

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 78-35473375 (042)

# Not Just a Chef...!

Mrs. Saad

The deeper I dig into feminism, the more I strengthen my perception about it; feminism is based on no concept of equality, on the contrary, it brings up an inferiority complex against all the things "womanly" and glamorizes everything that is "manly" in its true essence. It encourages a woman to go to office but not a man to see house affairs. It tells women to serve the economy but not men to raise good children. You'll see women feeling good in manly three-piece suits, did you ever see a man wandering around in an umbrella frock or a maxi? Of course not. Even imagining it makes one feel disgusted. Isn't this all the hype just for quenching the lust of men everywhere they go? Do you see anything other than the basic unit of a society (family institution) being destroyed? Well, I don't.

Yes, we do need feminism, but in that feminism, we need the rights that make us take proud in being a woman, not the feminism which degrades a woman being herself... fragile, covered, yet empowered and strong...not a showpiece on display which anyone and everyone can hold in hands and play with!

In our world:

- A woman wearing shirt and jeans is better than a woman in traditional "womanly" clothes.
- An air hostess serving meals is better than a woman cooking food for her family.
- A woman building her body at gym is better than a fragile "womanly" woman looking domestic affairs.
- A woman pursuing job by going against her family is better than a woman sacrificing her job for the family.
- A woman teaching in some educational institution, leaving behind her kids in the hands of a daycare is better than a woman raising the future of her nation at home.
- A woman working at construction sites to build houses is better than a home-maker woman.

You must've seen slogans and hashtags like "#morethanjustachef". But to me, my mom is

everything. From a chef to a security guard, an engineer, a doctor and a teacher to the world and heaven, each and everything, and instead of disrespecting her like that on signboards, I give her a shout-out for all the sacrifices she has made... She's the one who deserves the most respect.

- Our sisters deserve respect who cook hot and fresh meals for their tired husbands before they come home after a daylong of hard work.
- Our wives deserve respect who find our socks for their men not to get late from work.
- Our daughters deserve respect who press clothes for their fathers before meetings for them not to get embarrassed about their clothes.
- And yes, our women in business, jobs and stuff, who follow the strict Islamic guidelines of satr-o-hijab and segregation, also deserve due respect, because Islam doesn't forbid women from these if they do follow the divine rules.

Every single woman living in chaadar and chadiwari, who is contributing to build a better nation, deserves a salute. These are the women we know!

## ضرورت کپوزر/ڈیزائنس

- تبلیغ اسلامی کے مرکزی شعبہ نشر و اشاعت کو ایک تجربہ کار کپوزر/ڈیزائنس کی ضرورت ہے۔ امیدوار:
- ان پیچ، مائیکرو سافت آفس، کورل، دیگر بنیادی کپوزنگ اور گرافیک ڈیزائنس کے سافٹ ویئر میں مہارت رکھتا ہو۔
  - اردو اور انگریزی کی ٹائپنگ میں مہارت رکھتا ہو۔ (اردو: 40 ورڈ پر منٹ اور انگریزی 50 ورڈ پر منٹ کم از کم)
  - ایڈیشنگ اور ڈاکومینٹ فارمینٹنگ کے درج بالا سافت ویئر کے حوالے سے مہارت رکھتا ہو۔
  - ای میل، فولڈر میجنٹ اور بنیادی پروفنگ سمیت کپیوٹر آپریٹ کرنے کا مہر ہو۔
  - کپیوٹر روم کے انتظام و انصرام کی الہیت رکھتا ہو۔
  - ہارڈ ویئر مارکیٹ میں کچھ نہ کچھ تعلقات رکھتا ہو۔
  - لاہور کے رہائشی کو ترجیح دی جائے گی۔ ○ مناسب تجوہ۔ رفیق تنظیم کو ترجیح دی جائے گی۔

## قرآن اکيڈمي-K36 مادل ٹاؤن لاہور

برائے رابطہ: 042-35856304 | داٹس ایپ: 0312-7223117

Weekly

**Nida-e-Khilafat**

Lahore

# **ACEFYL**

SUGAR FREE  
**COUGH  
SYRUP**

Acefylline piperazine 45mg + Diphenhydramine HCl 8mg

پاکستان کا مقبول ثرین

کھانسی کا شربت  
شوگرفی

میں بھی دستیاب ہے

ہر قسم کی کھانسی میں  
یکساں مفید

